سید ضمیر جعفری
مسدس بدحالی
http://www.pakistanconnections.com/ebooks
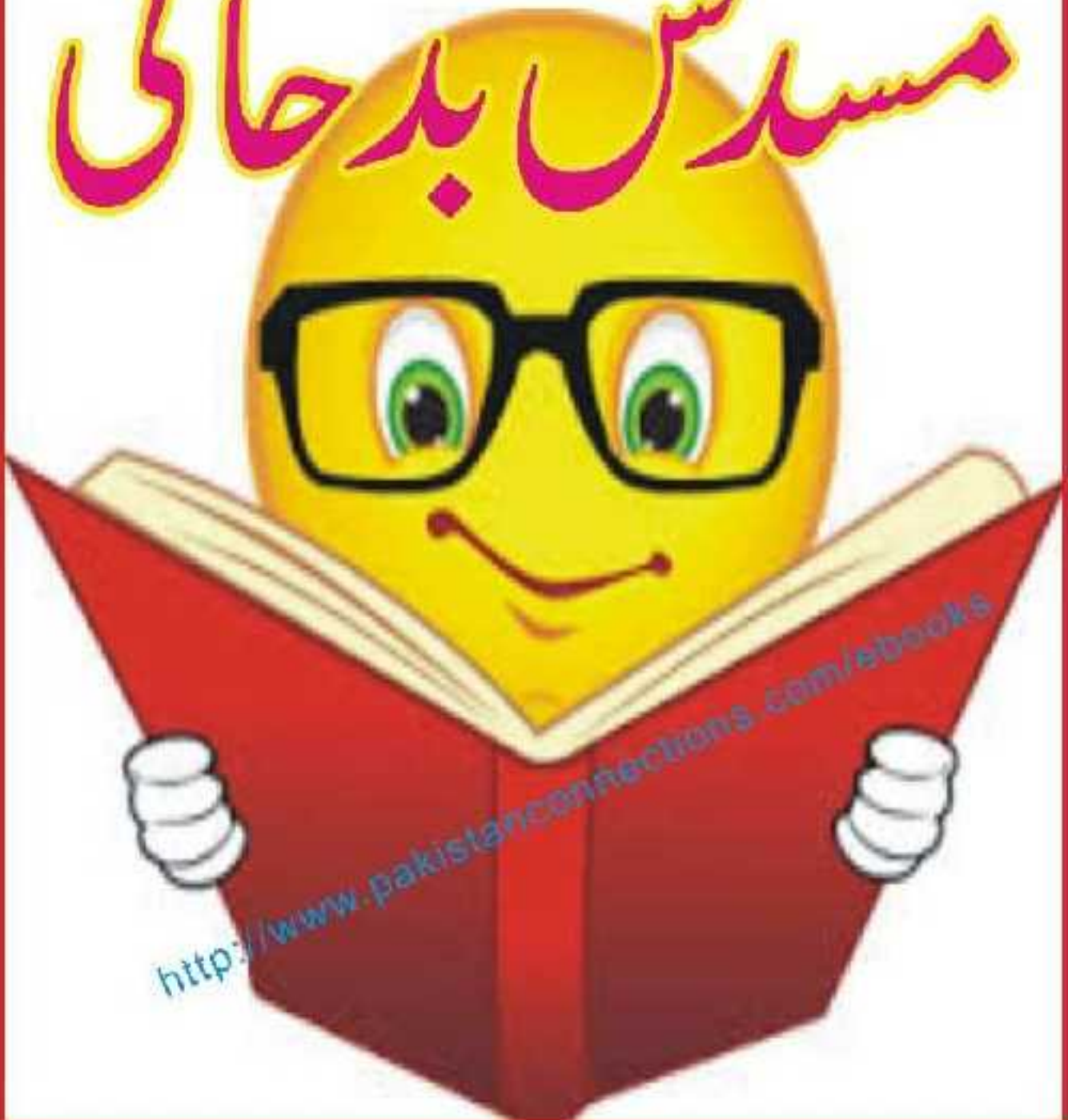
(شاعری)

سید ضمیر جعفری

سید ضمیر جعفری

آنسوؤں کا سمندر

میں نے ۱۹۵۲ء میں ''مسدس بدحالی'' کے عنوان سے ''مسدس حالی'' کی ایک شگفتہ پیروڈی لکھنے کا قصد کیا تھا۔ ارادہ ایک طویل مثنوی لکھنے کا تھا جس میں پوری قومی زندگی کا سراپا نظر آئے۔ نظم کے ابتدائی چند بند دسمبر ۱۹۵۲ء میں لکھے گئے جب میں اپنی ملازمت کے سلسلے میں ملیر چھاؤنی میں مقیم تھا۔ بعد میں ڈیڑھ دو برس تک شدہ شدہ اس میں اضافہ ہوتا رہا۔ مگر جس نہج پر میں چاہتا تھا یہ نظم مجھ سے اس طرح آگے نہ بڑھ سکی۔ شاید اپنے بارے میں میرا اندازہ غلط تھا۔ شاید میرا فیصلہ ہی غلط تھا کہ میں نے ''پیروڈی'' کی جسارت کے لیے ایک نہایت کرب ناک موضوع منتخب کر لیا۔ مزید برآں دل کو تڑپانے اور روح کو گرمانے والی ایک ایسی غیر فانی نظم اپنے سامنے رکھ لی کہ دردمندی و دل گدازی میں جس کی نظیر ہماری پوری شاعری میں نہیں ملتی۔ چنانچہ میں نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ میں مسکراہٹوں کے تعاقب میں آنسوؤں کے سمندر میں اتر گیا ہوں۔ بعض اوقات سوچتا ہوں' میں اس نظم کو غالباً اسی سبب سے مکمل نہ کر سکا کہ میرے لیے دراصل اپنے باطنی کرب کا سامنا کرنا مشکل تھا۔

''مسدس بدحالی'' کا مسودہ ایک طویل مدت تک میرے ایک عزیز دوست راجہ محمد افضل خاں صاحب (بداوٹ' ضلع جہلم) کے پاس پڑا رہا۔ راجہ صاحب ادب دوست انسان تھے اور مجھ ہیچمدان کے لیے اپنے دل میں بڑا ہی نرم گوشہ رکھتے تھے۔ جب تک یہ مسودہ ان کے پاس رہا' وہ اپنے حلقۂ احباب میں اس نظم کو نشر کرتے رہے۔ پھر جب یہ مسودہ میرے ہاتھ آیا تو مجھے بھی کبھی کبھی احباب کی محفلوں میں اس نظم کے پارے سنانے کا موقع ملتا رہا۔ پہلی مرتبہ ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی۔

مسدس بدحالی

سیاست کا ہر پہلوان لڑ رہا ہے
یہاں لڑ رہا ہے، وہاں لڑ رہا ہے
بیاں کے مقابل بیاں لڑ رہا ہے
"حساب" کے دل "دوستاں" لڑ رہا ہے
ستارہ نظر مہ جبیں لڑ رہے ہیں
یہ حد ہے کہ پردہ نشیں لڑ رہے ہیں

مزاجوں میں یوں "لیڈری" آ گئی ہے
کہ گھر گھر کی اپنی الگ "پارٹی" ہے
کوئی "شیر" ہے تو کوئی "لومڑی" ہے
یہی اپنی لے دے کے "انڈسٹری" ہے
نہ منزل نہ جادہ، نہ کوئی ارادہ
رضا کار کم اور لیڈر زیادہ

اگر گھر میں ہیں خیر سے چار بھائی
تو اک اک نے ڈفلی الگ ہے اٹھائی
بچھی ہے سیاست کی پتلی چٹائی
"بہ ہر تخت پوش و بہ ہر چار پائی"

کوئی سرخ ہے، فاختائی ہے کوئی

جلوس اور جلسے پہ تکرار، ان میں
فساد و فتن کے ''خریدار'' ان میں
بپا مستقل جوت پیزار ان میں
''یونہی چلتی رہتی ہے تلوار، ان میں''
جو زندہ مہینا تو مردہ مہینا
یہ کیا زندگی ہے نہ مرنا نہ جینا؟

ملوں، پرمٹوں، کارخانوں کے جھگڑے
سیاست کے ''تو دولتانوں'' کے جھگڑے
زبانوں، بیانوں، ترانوں کے جھگڑے
فسانوں پہ ہم داستانوں کے جھگڑے
سر خوان لقمہ اٹھانے پہ جھگڑا
وہ جھگڑا کہ ہر دانے دانے پہ جھگڑا

یہ لیڈر بیانوں میں کام آنے والے
جرائد میں شہ سرخیاں پانے والے
یہ ہر قول دے کر مکر جانے والے
یہ ہر ''میز کرسی'' پہ مر جانے والے
بیاباں کو صحن چمن جانتے ہیں

قیادت کو خوارک تن جانتے ہیں

مکیں گم شدہ ہیں مکاں لڑ رہے ہیں
زمیں چپ مگر آسماں لڑ رہے ہیں
خود اپنی صفوں میں جواں لڑ رہے ہیں
کہاں لڑنے والے کہاں لڑ رہے ہیں
فسادات کی سرخیاں اور بھی ہیں
"مقامات" آہ و فغاں اور بھی ہیں"

مقاصد کو زیر و زبر کر کے لڑنا
نتائج سے قطع نظر کر کے لڑنا
سنان و تبر تیز کر کر کے لڑنا
اگر کر کے لڑنا مگر کر کے لڑنا
کہیں دو "وڈیرے" جو لڑ بیٹھے ہیں
تو سارے "بٹیرے" بگڑ بیٹھے ہیں

امامت کے تھے مدعی خشک و تر میں
سیاست میں دانش میں فکر و نظر میں
مقام ان کا اونچا ہے نوع بشر میں
کہ رہتا ہے کہ اکثر فسادان کے گھر میں
ہوس کی غلامی شکم کی خدائی
گلا کاٹ دیتا ہے بھائی کا بھائی

مقدر میں بھوک اور گرد سفر ہے
بسیرا اگر ہے تو "فٹ پاتھ" پر ہے
نہ کھانے کو روٹی' نہ رہنے کو گھر ہے
گزر زندگی کا سر رہگزر ہے
وہ مردہ پڑا ہے' یہ گھائل پڑا ہے
سر راہ "حل مسائل" پڑا ہے

دفاتر کا آئین و دستور رشوت
تہی دست لوگوں سے بھرپور' رشوت
وہی عیش توفیق و مقدور رشوت
جوانی پہ ہے "چشم بدور" رشوت
عجب حرص دولت کا یہ رقص و رم ہے
کہ جیسے ضرورت بہت' وقت کم ہے
مہاجر کی آباد کاری پہ رشوت
دساور کی "لیسنسداری" پہ رشوت
الیکشن کی امید واری پہ رشوت
وزارت کی "پروردگاری" پہ رشوت
جو سائل اصولی' مثالی رہے گا
وہ بھرپور دنیا میں خالی رہے گا

مکانوں کی آرائشیں بڑ گئی ہیں
مکینوں کی آسائشیں بڑھ گئی ہیں

خیانت کی گنجائشیں بڑھ گئی ہیں
دساور کی فرمائشیں بڑھ گئی ہیں
حدیں کچھ ورائے گماں اور بھی ہیں
"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"

امیر اپنے آرام فرمانے والے
ہر اک ساحلِ نو پہ "رقصانے" والے
مئے ناب و برفاب و جھنانے والے
غریبانِ ملت سے کٹ جانے والے
یہ دوری کوئی بے سبب تو نہیں ہے؟
محلے کی مسجد، کلب تو نہیں ہے؟
یہ رم اور رمی کے بیمار صاحب
جوئے اور گھڑ دوڑ کے یار صاحب
سمور اور ریشم کے مینار صاحب
رباط اور روما کے سیار صاحب
وہ شیری دھری ہے، یہ وہسکی کھڑی ہے
"شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی ہے"

نہ یہ کارواں میں، نہ یہ کارواں سے
نہ جانے یہ آگ آ گئے ہیں کہاں سے
جو اپنی زباں میں کہیں کچھ زباں سے
تو بس پھڑ پھڑاتے رہیں رائگاں سے

شلر اور شیلے تو سب جانتے ہیں
مگر میر و غالب کو کب جانتے ہیں

"زمین دار" کاروں کو دوڑانے والے
زر و مال مجروں میں برسانے والے
کلف دار شملوں کو لہرانے والے
نمک خوار کتوں کو لڑوانے والے
لگاؤ اسے ہے نہ ہنر سے نہ فن سے
دھواں اٹھ رہا ہے دل انجمن سے
یہ مانا بشر دیوتا بھی نہیں ہے
یہ جینا نری اک سزا بھی نہیں ہے
فراغت شئے ناروا بھی نہیں ہے
حیات بشر دیرپا بھی نہیں ہے
مگر دین و ملت کا احساس کچھ تو؟
غریبوں کی ذلت کا احساس کچھ تو؟

جو بینا ہو تو رہنمائی کرو تم
جو دانا ہو عقدہ کشائی کرو تم
غنی ہو تو حاجت روائی کرو تم
بڑائی یہی ہے بھلائی کرو تم
بڑے شوق سے اپنے جلسے مناؤ
امیرو! غریبوں کے بھی کام آؤ

تمنا کہ ہر شے کی تجدید کیجے
تمنا کہ ذروں کو خورشید کیجے
عمل سے نہ جذبے کی تائید کیجے
بیاں دیجئے اور تردید کیجے
طلب یہ کہ دنیا میں اونچی ہو "نیشن"
عمل یہ کہ جلسے میں اک "ریزولیشن"

نہ منشور اپنا نہ دستور اپنا
قدم راہ چلنے سے معذور اپنا
مگر شور ہے دور دور اپنا
گلا کام کرتا ہے بھرپور اپنا
یہ "ناز" اپنے "انداز" میں دب چلا ہے
کہ ساز اپنی آواز میں دب چلا ہے

تعصب کا فتنہ ہوا پا رہا ہے
تغلب کا پرچم کھلا جا رہا ہے
اجالا اندھیرے سے شرما رہا ہے
یہ سورج نکلتے ہی گہنا رہا ہے
گلے مل رہے ہیں بچھڑنے کی خاطر
یہ میلہ بھرا تھا اجڑنے کی خاطر

کوئی اپنے کلچر کو شلوار سمجھے
کوئی اپنی ساڑھی کو اوتار سمجھے

کوئی اپنی ٹوپی کو سردار سمجھے
کوئی اپنے طرے کو طرار سمجھے
ملا آ کے جہلم میں پدما کا پانی
مگر ہے الگ اپنی اپنی روانی
کوئی دھان کے نرم کھلیان میں گم
کوئی اپنے گیہوں کے گھمسان میں گم
کوئی اپنے شہروں کے رومان میں گم
کوئی اپنی نہروں کے طغیان میں گم
عجب کیا اگر قافلہ کھو گیا ہے
حدی خوان کوہان پر سو گیا ہے

کہیں معرض جنگ میں "نوکری" ہے
کہیں "لیڈری" سان پر لگ رہی ہے
نہایت یہ ایمان و ایقان کی ہے
"وہ نو فیصدی ہے کہ دس فیصدی ہے"
الگ جھولیاں ہیں' الگ بولیاں ہیں
یہ اک قوم ہے یا کئی ٹولیاں ہیں؟

خدا ایک ہے برملا مانتے ہیں
محمد کو سب پیشوا مانتے ہیں
صحیفہ کلام خدا مانتے ہیں
پیمبر کو سب رہنما مانتے ہیں

ادھر بدگمانی، ادھر بدگمانی
اخوت کا دعویٰ زبانی زبانی
مسلماں برادر برادر یہی ہیں
ہم یار و انصار و یاور یہی ہیں
سزاوار الطاف داور یہی ہیں
نگہدار خلق پیمبرؐ یہی ہیں
دلوں میں ہے فصل اور فصل اس بلا کا؟
یہی کیا ہے مخصوص کنبہ خدا کا؟

زر و سیم و دام و درم بچ رہے ہیں
حریر و کلاہ و علم بچ رہے ہیں
ہوا و ہوس کے صنم بچ رہے ہیں
حرم میں خدا کی قسم بچ رہے ہیں
پریشان و برہم سب اقدار محکم
الٰہی کہاں سے کہاں آ گئے ہم

طلب کچھ مقامات پر رک گئی ہے
"نظر" کچھ حجابات پر رک گئی ہے
محبت مفادات پر رک گئی ہے
سحر آخری رات پر رک گئی ہے
سلامت جو طوفان سے آ گئی ہے
وہ کشتی کنارے سے ٹکرا گئی ہے

حدود و مکاں کی پرستاریاں ہیں
وہی ذہن کی "تنگ دیواریاں" ہیں
کم آمیزیاں، زور آزاریاں ہیں
یہی روگ قوموں کی بیماریاں ہیں
در و آستاں منتہا بن گئے ہیں
وہ پتھر کے بت پھر خدا بن گئے ہیں

یہ صورت ہے جب اولیں مرحلوں میں
تو کیا ہو گا اے دل کٹھن منزلوں میں؟
یہی بدظنی گر رہی قافلوں میں
تو اک روز کھنڈت پڑے گی دلوں میں
دلوں کی کدورت سے ڈر اے مسافر
حذر اس گھڑی سے حذر اے مسافر

◆◆◆

دو عشق

کالج کے دنوں کی بات ہے یہ
خوش راتوں کی بارات ہے یہ

''ڈیوڈ ٹرز تھیچر تھامس''
ہڑدنگ جیالے ہم جھولی

یہ دونوں ہم سن ہم جھولی
آوارہ گردوں کی ٹولی

اک ''ہم جھولن'' پہ مرتے تھے
وہ جو کہتی یہ کرتے تھے
بس عشق کتابیں پڑھتے تھے

وہ مست نظر ''مس مری'' تھی
نسبت اس سے ''ہم وری'' تھی
کالج کی راج کماری تھی
کیا چنچل کتنی پیاری تھی

پازیبوں کی "جھنکارن" وہ
اور "لونگوں" کی "لشکارن" تھی

بولے تو گھونگرو بولتے تھے
گاتی تو سر درباری تھی

وہ "چنچلروں" کو "چانس" نہ دے
ناری تھی مگر نر ناری تھی

سرمست مدھر انگڑائی میں
بگلوں کی ڈار "اڈاری" تھی

ایک الہڑ بلھڑ گلہڑ سی
"مٹیار" نہیں "مٹیاری" تھی

کچھ جاگی سی کچھ سوئی سی
اک خواب نما بیداری تھی
مٹیارن موتی منکوں کی
خوشبوؤں کی "ہرکاری" تھی

طبعاً تھی کوچہ گرد مگر

نسلاً وہ ”نابازاری“ تھی

گردن تک کچھ کچھ ”یونانی“
نیچے سے جرمن ساری تھی

آکاش کی اک پرلوک پری
دھرتی پہ آن پدھاری تھی

تعلیم میں خود اپنی ہی طرح
سادہ شفاف کنواری تھی

اس ساری ”یونی ورسٹی“ میں
اک یہی کلاس کراری تھی

”ڈیڈی“ ”ڈاڈا“ اجلے ابیض
ممی نانو نسواری تھی
نچلی ہوئی گندم گوں سرسوں
اور سرسوں بھی پوٹھواری تھی

منظور نظر یہ دو ہی تھے
گو سب لڑکوں کو پیاری تھی

اس روپ سروپ کی کیا "گلاں"
من مرلی تھی "چن" تاری تھی

پریوں کے راج سنگھاسن میں
اک لیڈی ہفت ہزاری تھی

پوتی سرجان وڈیرے کی
روزانہ اسپ سواری تھی

رفتار میں وہ سیماب صفت
اک "جرمن" "میڈ" گراری تھی

انداز بدلتے موسم کے
گفتار میں تیز کٹاری تھی
پتھریلی بھی زمیلی بھی
کچھ نوری تھی، کچھ ناری تھی

خوابوں کی چراغاں دیوالی
رنگوں کی "کیسر" کیاری" تھی

ہو پاس بھی تو محسوس نہ ہو
وہ آدھی تھی یا ساری تھی

تن مغرب میں من مشرق میں
خود ہلکی چادر بھاری تھی

ترشے گیسو کے راج میں بھی
زلف اس کی مالا باری تھی

اطوار بدلتے موسم کے
گفتار میں پھول کٹاری تھی

رس والی بات کٹیلی سی
شمشیر زباں دو دھاری تھی
باہر سے بھولی بھالی سی
اندر سے ''پوری'' ناری تھی

''کن مندری'' کا خم ''ترکن'' سا
قد قامت میں قندھاری تھی

ہالینڈ کے تازہ مکھن میں

پھل گوبھی کی ترکاری تھی

کچھ تھامس پر للچائے وہ
کچھ ٹرزر کی دلداری تھی

ان دونوں مست ملنگوں سے
بس آدھی آدھی یاری تھی

جب تھامس بازو تھام چکا
ٹرزر نے زلف سنواری تھی

مصنف تھی مہر و محبت میں
دلداری باری باری تھی
وہ جس مری پر مرتے تھے
وہ مر گئی بھری جوانی میں

اک روز اچانک ڈوب گئی
وہ راول جھیل کے پانی میں

اب تھامس تھیچر اور ٹرزر
کھولے ہوئے آہوں کے "برزر"

مری کا ماتم کرتے ہیں
جلتی ہوئی سانسیں بھرتے ہیں

جب اس کی گلی گزرتے ہیں
اڑتے بادل سے ڈرتے ہیں

عمر اس کی سنگت میں جیسے
برسات کی رات گزاری تھی

اس پتھر دن میں لگتا ہے
رہ ریشم رات ادھاری تھی

آشوب نامہ

سندھ پر دانت ہیں بنگال کو کھا رکھا ہے
پاک پرچم کو کچن پر لٹکا رکھا ہے

شملہ پگڑی کا سوا گز سے سوا رکھا ہے
سر کو ڈھونڈو تو وہ پاؤں میں پڑا رکھا ہے

نذر جاناں کے لیے پاس ہی کیا تھا اپنے
ایک دل تھا سو وہ امریکہ میں جا رکھا ہے

ہائے انگریز کا بخشا یہ نظام انصاف
فیصلہ جو بھی ہے محشر پہ اٹھا رکھا ہے

کوئی ملنے بھی تو آئے ہمیں دیکھو ہم نے
کھول کے اپنا ہر اک بند قبا رکھا ہے

خاص ترکیب کا ہے اپنا قوام قومی
گھر میں صحرا ہے مگر دل دریا رکھا ہے

ساری دنیا جو صف آرا تھی مقابل اپنے
ہم نے اس ضد میں ہی خود کو تنہا رکھا ہے

"تیسری دنیا" سر جنگ تو اتری ہے مگر
"رائفل" کی جگہ بس دم کو ہلا رکھا ہے

"سنڈی امریکہ" کی چٹ کر گئی سب اپنی کپاس
دل میں اب گھاس کا بن باس اگا رکھا ہے

فرض ہے ہم پہ حکومت کا بھرم بھی رکھنا
گھر میں روٹی نہیں پکتی پہ توا رکھا ہے

اڑ کے بھی قید رہا لفظ ٹیلی وژن کا
یہ خبرنامہ بڑا بے خبرا رکھا ہے

کیوں نہ ہو "مجلس ملی" میں یہ گرما گرمی
جو بھی ممبر ہے وہ غصے میں بھرا رکھا ہے
قصر مرمر ہے یقیناً کسی اسمگلر کا
"ونچی" کی میز پہ "لسی" کا گھڑا رکھا ہے

سادہ لوحی بھی مسلم سہی اپنی لیکن

اہل مغرب نے بھی خاصا گھبرا رکھا ہے

''خارجہ پالیسی'' کا اپنی اساسی نکتہ
سر بچانا تھا مگر تخنہ بچا رکھا ہے

کچھ وزیروں نے اجاڑی یہ بھری پھلواڑی
کچھ وڈیروں نے چراگاہ بنا رکھا ہے

پچھلی صدیوں میں رہائش کا ہے رومان پسند
اگلے پھاٹک پہ تو بس قفل لگا رکھا ہے

رزق ارباب توکل کا نہیں رک سکتا
باجرا سار ''بٹیروں'' کو کھلا رکھا ہے

اتنی مہنگائی کی ویرانی کے بعد اے جاناں
تیری آنکھوں کے سوا ملک میں کیا رکھا ہے
دین اسلام ہمہ مہرِ ہمہ شیرینی
شہد میں ہم نے مگر زہر ملا رکھا ہے

کوئی پوچھے کہ وہ افریقا نہیں کیوں جاتے
گوری عورت میں جو یہ کہتے ہیں کیا رکھا ہے

ایک پل بھی نہیں آرام ٹیلی وژن کو
پاپ موسیقی نے کچھ ایسا نچا رکھا ہے

نشو کردار نہ آزادی افکار یہاں
شیر کو مرغ بنا کر ''مٹھیا'' رکھا ہے

ووٹ ''اک'' آدمی اک ہاتھ میں بندوق بھی ایک
یہی اسلوب حکومت کا بنا رکھا ہے

بات الفاظ میں پوری کبھی ہو سکتی ہے؟
ایک پردہ ہے جو کچھ کچھ سرکا رکھا ہے

اک پیمبر کی اک امت ہوئی فرقہ فرقہ
ایک قرآن کو ''ورقا'' ورقا'' رکھا ہے
اڑ چکا حضرت اقبال کا شاہیں کب کا
ملت بیضا کا خالی پنجرا رکھا ہے

انقلاب اور بغاوت میں ہے جو ''فرق ضمیر''
میں نے اس فرق کو اشعار میں ''گا'' رکھا ہے

ایک رئیس زادے کی سالگرہ

قصرِ زرکار میں اک جشنِ طرب

رامش و رنگ کے عنوان سے آراستہ ہے

طشتِ خوش تابِ طلائی کی

سجل شمعوں میں جھلمل کرتی

اطلس و دیبا و زربفت کے جاجم پہ سجی

دور دیسوں کی ہر اک نعمتِ کم یافتہ ہے

ایک منظر کی شگفت آور و دل خواستہ ہے

غرفہ ہائے چمن اندام کی محرابوں میں

خانہ زادانِ کمر بستہ کے ساتھ

ایستادہ و سرود آمادہ

رامش و رنگ کے آہنگ سے آراستہ ہے

طائفہ نغمہ سرایان نوا باختہ ہے

یہ گدایانہ سرود!

تاج و اورنگ کا

پرداختہ و ساختہ ہے

صف بہ صف چار طرف

ایستادہ سرود آمادہ

دستِ نورینِ ونگاریں سے بجاتی ہوئی دف

چھن چھنن چھن چھند چھند........

"حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند"

ساز میں سحر سرود

بول میں شکر و قند

لیکن اے اعلیٰ قد بالا حصار خورسند

تیری سنگین فصیلوں کے تلے

شورِ گریہ ہے بلند

شور خستہ و گرسنہ غمیں انسانوں کا

شور مجروح سسکتے ہوئے ارمانوں کا

کارگر..... جن کے سلگتے ہوئے ہاتھ

ان فصیلوں کی چنائی کے لیے

کوہساروں کی چٹانوں کی سلیں ڈھالتے ہیں

کھیت ان بھوکے کسانوں کے......

ہمیں پالتے ہیں

ان کے مدقوق بدن ڈھانپنے سے قاصر ہے

ان کی روئیدہ کپاس

ان کے کھلیانوں میں بھوک

ان کے دریاؤں میں پیاس

ٹوٹتی سانسوں میں دم توڑتی گویائی سن

آدمیت کی یہ مرتی ہوئی شہنائی سن

کربِ صدیوں کا یہ خودکاشتہ
برداشتہ پنداشتہ ہے

ان کے بچے انہیں پیارے ہیں مگر
ان کے آتے ہوئے جاتے ہوئے سال
ان کے مدفون بزرگوں کی طرح
ریگِ محرومی میں
چپ چاپ گزر جاتے ہیں
کتنے پھول "آب سرابوں" کی طرح
نادمیدہ ہی بکھر جاتے ہیں
کھِل پاتے نہیں مر جاتے ہیں
کس خرابے میں یہ اندوختہ انداختہ ہے
قصرِ زردار میں اک جشنِ طرب
رامش ورنگ کے عنوان سے آراستہ ہے

یہی کوچہ ہے

یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں
عجب جمہور ہیں جمہوریت سے دور رہتے ہیں

مرے کھیتوں کی یہ دانوں بھری خوشحالیاں ان سے
زمین پاک کی ساری بلند اقبالیاں ان سے
چراغاں ہیں ہماری رات کی دیوالیاں ان سے

ستارے بانٹتے ہیں خود مگر بے نور رہتے ہیں
یہ کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں

سراب دشت میں برسوں سے سرسوں بو رہے ہیں یہ
نہیں تن پر جو دامن اس کے دھبے دھو رہے ہیں یہ
دلوں میں حشر برپا تھا گرم کم گو رہے ہیں یہ

سروں پر زندگی کا اینٹ گارا ڈھو رہے ہیں یہ
مسلسل جاگ کر اب سولیوں پر سو رہے ہیں یہ
یہ وہ ہیں جن سے اپنی بیریوں پر بور رہتے ہیں
یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں

انہی کے ووٹ سے اس قوم کا ایوان بنتا ہے
''وزیر آباد'' بنتا ہے، وزیرستان بنتا ہے

جو ''مولا جاٹ'' ہوتا ہے وہ ''ایم این خان'' بنتا ہے
انہی کی کھاد سے ہر کھیت کا کھلیان بنتا ہے
انہی کے بے نمودہ اور زخم آلودہ ہاتھوں سے
بڑے بنگلوں میں ریشم گھاس والا ''لان'' بنتا ہے

انہی کے جسم پر چلتے ہوئے جلتے پسینے سے
امیروں کے گھروں میں جرمنی جاپان بنتا ہے
انہی کے سینکڑوں آوارہ بچوں کی جہالت سے
کوئی اک ڈاکٹر یا فوج کا کپتان بنتا ہے
انہی کی ''خ'' سے خمیر ''میم'' سے ملتا بنتا ہے
یہ جس بے پر کو پر بخشیں وہی پردھان بنتا ہے
وزیراعظم بھی ان کا منتخب انسان بنتا ہے

مگر خود یہ مقدار ساز بے مقدور رہتے ہیں
کوئی دستور ہو یہ لوگ بے منشور رہتے ہیں
یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں

بھری برسات میں بھی اس طرف ساون نہیں آتا
ستارہ ہاتھ آ کر بھی سر دامن نہیں آتا
جو ان کا حق تھا ان پر وہ سہانا پن نہیں آتا
کہ یہ مزدور کے بیٹے ہیں اور مزدور رہتے ہیں
یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں
عجب جمہور ہیں جمہوریت سے دور رہتے ہیں

◆◆◆

عمران خان کی نذر

لے کے عمران بال آتا ہے
رقص کرتا غزال آتا ہے

ڈالتا جب دھمال آتا ہے
لڑکیوں کو بھی حال آتا ہے

گیند کو سحر دلربائی سے
جا کے "وکٹوں" پہ ڈال آتا ہے

الاماں اس کی برق رفتاری
"بال" ہے یا خیال آتا ہے

ہم کو تو کچھ نظر نہیں آتا
کچھ مگر "لال لال" آتا ہے

فن جواں سے اپنی گیندوں میں
میر کے شعر ڈھال آتا ہے

اس نے ہر ٹیم کو کیا دو نیم
"بال" ہے یا وبال آتا ہے

اس کشادہ قدم کے رستے میں
کب جنوب و شمال آتا ہے

کون سے سال دیکھئے جا کر
اس کی شادی کا سال آتا ہے

گیند کے ساتھ ملک کا بھی وقار
آسماں تک اچھال آتا ہے

کیوں نہ ہو محترم زمانے میں
جس کو کوئی کمال آتا ہے

خوبصورت کھلاڑیوں سے ضمیر
کھیل میں بھی جمال آتا ہے

سیاست نامہ

قول فیصل "ہر کسے را بہر کارے ساختند"
اس کہاوت میں جو تھی مت ہم نہ سمجھے اس کا تت
وائے جہل اے وائے کم فہمی کہ بہر مملکت
تیرہ جاں افراد سے قومی ستارے ساختند
ریت کے گارے سے مسجد کے منارے ساختند
از کف بے روزگاراں روزگارے ساختند
مونس از بیگانگاں و محرم از نامحرماں
تف بہ ایں دانش صف دشمن سے یارے ساختند
کچھ تراشیدہ جواہر کی ضرورت تھی مگر
بے حسابے بے کتابے بے شمارے ساختند

"بعد خفیہ ووٹ" خالی بکس نے آواز دی
دشمناں را مژدہ اے یارے کہ مارے ساختند
فلسفہ طرز جمہوری نہیں جز ایں قدر
کچھ ہمارے سوختند و کچھ تمہارے ساختند

رویہ

مولوی اونٹ پہ جائے ہمیں منظور مگر
مولوی کار چلائے ہمیں منظور نہیں

وہ نمازیں تو پڑھائے ہمیں منظور مگر
پارلیمنٹ میں آئے ہمیں منظور نہیں

حلوہ خیرات کا کھائے تو ہمارا جی خوش
حلوہ خود گھر میں پکائے ہمیں منظور نہیں

علم و اقبال و رہائش ہو کہ خواہش کوئی
وہ بھی ہم سا نظر آئے ہمیں منظور نہیں

احترام آپ کا واجب ہے مگر مولانا
حضرت والا کی رائے ہمیں منظور نہیں

◆◆◆

مانا کہ روح کا بھی کرشمہ ہے

مانا کہ روح کا بھی کرشمہ ہے جان میں
کیا عشق اگر بدن ہی نہ ہو درمیان میں

جغرافیہ ہمارا ہے تاریخ کے بغیر
ہم بود و باش رکھتے ہیں خالی مکان میں

دالان جب ہے ایک تو دروازے چار کیوں
کیا اب کوئی بزرگ نہیں خاندان میں

دیکھو کہ تاشقند میں سمجھوتا ہو چلا
اپنے امام تیمیہ و برگسان میں

دل تو نہ ہارتے کبھی ہم لیکن اے وطن
جب دوستوں کو دیکھا صف دشمنان میں

شعر مقفیٰ نظم معرّیٰ میں کیا ہے فرق
بس جو حنیف رامے اور عمران خان میں

منظور ہے فلاح تو کم کیجیے حضور
یہ فاصلہ کسان میں اور حکمران میں

اس خانماں خراب غریبوں کے ملک کا
ایوان صدر ہو کسی کچے مکان میں

◆◆◆

وہ جنگ خاک لڑیں گے

وہ جنگ خاک لڑیں گے مجاہدوں کی طرح
گھروں میں رہتے ہیں جو لوگ ہوٹلوں کی طرح

بنا لیے ہیں مکاں ہم نے مسجدوں کی طرح
سجے ہیں گھر میں کھلونے مگر بتوں کی طرح

وطن کو لے کے چلے ہیں وہ لوگ منزل کو
حکومتوں کو چلاتے ہیں جو بسوں کی طرح

عجب نہیں کہ نہ مل پایا گوہر مقصود
زمیں کی کوکھ کو کھودا ہے مورچوں کی طرح

ہمارے ملک کا رنگ اور بھی نکھر جاتا
ہمارے مرد بھی ہوتے جو عورتوں کی طرح

کہاں سے ڈھونڈ کے لاؤں میں اس کا جسم ضمیر
برس گئی ہے جو ساون کے بادلوں کی طرح

تین سو وڈیرے

ملک میں جو تین سو وڈیرے ہیں
جن کے کھیت گاؤں کے پھیرے ہیں

جن کے باغ سبز اور گھنیرے ہیں
جن کے شہ درے مکان ڈاکوؤں کے ڈیرے ہیں

فالتو جہالت کے پالتو اندھیرے ہیں
زرکشادہ باہوں کے تنگ تنگ گھیرے ہیں

رہبری کے پردے میں راہ زن لٹیرے ہیں
ووٹ اٹیرنے کے بعد تیرے ہیں نہ میرے ہیں

◆◆◆

جو بھی ہو اسمبلی

جو بھی ہو اسمبلی
اس میں یہ مہابلی

عام لوگ نتھو ہیں فتو ہیں
خیرے اور شیرے ہیں

ان کی جوتیوں تلے
کیڑے اور مکوڑے ہیں

ان کی ماڑی باڑی کے
کمیرے ہیں.... "مزیرے" ہیں

عام بے مقام لوگ
ان کی بند مٹھی میں

نیم جاں بٹیرے ہیں
قابض و مسلط ہیں

ملک کی سیاست پر
مسند قیادت پر

پیٹ کی ضرورت پر
روح کی طراوت پر

دین کی اقامت پر
کلمہ شہادت پر

اس زمیں کی دولت پر
اس وطن کی قسمت پر

غاصبان زور دست
قابضان خود پرست

فرنگی حاکموں کے مست
وارثان باز گشت

ہراس نامہ

حسینوں کے چہرے پہ سرخی نہ غازہ
ہر اک چیز باسی بس ایمان تازہ

نہ مطرب نہ مے نہ کوئی نے نوازا
"پلازہ" ہے اور "ملا" دو پلازا"

تو ہی اب بتا اے مرے کارسازا
کہاں جائے مجھ سا ترا بے نمازا

یہ دو دن میں دنیا کو "کی" ہو گیا ہے
کہ ہر آدمی "مولوی" ہو گیا ہے

ہوا معطر فضا فتنہ گر ہے
مگر کیا کریں کہ شریعت کا ڈر ہے

وکیل ایک دیکھا اداس و پریشاں
نہ چہرہ فروزاں نہ آنکھیں چراغاں

جو پوچھا کہ مسٹر ہو تم کیوں ہراساں
ہو پتلون پر کوٹ کالر کدھر ہے؟

وہ ٹائی کہاں ہے وہ جھالر کدھر ہے
وہ بولا کہ "تو" کس قدر بے خبر ہے

وکالت میں بحران ہو گا ہمیشہ
نہ جھوٹی گواہی نہ پیسہ نہ پیشہ

شریعت اب "آئین" سے بھی "سپر" ہے
کہ اس راستے میں نجات بشر ہے

بہو دفعتاً "ساس" لگنے لگی ہے
جوانی میں "بکواس" لگنے لگی ہے

املتاس پر گھاس لگنے لگی ہے
کہ "مہناز" "منہاس" لگنے لگی ہے

جو خاتون کل تک بڑی ماڈرن تھی
نری "نارمل" "پاس" لگنے لگی ہے

عدالت کچہری میں دیں دار قاضی
خدا وہ گیا تھانیداروں پہ راضی

دفاتر میں اوپر تلے ہیں نمازی
عساکر میں سارے شہید اور غازی

ستاروں کو اب روند دیں گے حجازی
بہت ہو چکی' ہے ہوائی جہازی"

بغیر علم و افکار تازہ کے ممکن
نہ قانون سازی نہ "صابون سازی"

شفا گھر مصفا' مہذب ہیں تھانے
مساجد کے اندر ہیں "پٹوار خانے"

غزل میں شراب و صراحی نہیں ہے
کنیز ایک بھی "بے نکاحی" نہیں ہے

بہت نعمتوں کو ہم دیکھتے ہیں
بس اک صنف نازک کو کم دیکھتے ہیں

بدلنے لگا زندگی کا قرینہ
پجارو چلانے لگا ابن سینا

تنی ہے تن سیم ساکاں پہ چادر
ہے اندر کراچی تو باہر گوادر

مہکتی نہیں مست زلفیں ہوا میں
ہر اک چیز ہے بندۂ بند قبا میں

دل اب بھی یہی چاہتا ہے کہ گھر میں
کوئی چھم سے آئے کوئی دھم سے کودے

مگر اب یہ شوق یاروں نے چھوڑے
کہ انصاف اندھا ہے اور سخت کوڑے

یہ جو ہست اپنی ہے بودے نہ بودے
جتوں کو نہیں اب سلامے درودے

جوانی کی فرصت بہت مختصر ہے
مگر کیا کریں کہ شریعت کا ڈر ہے

عدالت، کچہری میں دیں دار قاضی
کمشنر ہے رومی، منسٹر ہے رازی

نہ سڑکوں پہ دیکھو گے ہڑدنگ لڑکے
صفورا سے کہہ دو نہ دل اس کا دھڑکے

فلاحی ریاست کی خوداِنحصاری
حلیم اپنی، اپنا، نان اپنی نہاری

طلب علم کی قبلہ رو ہو گئی ہے
یونیورسٹی باوضو ہو گئی ہے

کریں فکر میں اجتہاد خیالی
اجازت اگر دیں امام غزالی

سوار ایک گھوڑے پہ سائیں اور سائیں
مسلمان امہ ارائیں نہ وائیں

سکونت کہیں ہو مگر سب ”گرائیں“
تجارت ہے دائیں، مشقت ہے بائیں

حکومت سبیل تجارت نہیں ہے
وزارت کوئی بے طہارت نہیں ہے

یہ کیا ہے اگر ذوق خدمت نہیں ہے
حجامت کی بھی اب تو فرصت نہیں ہے

وزیروں کی پہلی سی صورت نہیں ہے
نہیں یہ کہ ارمان راحت نہیں ہے
نہیں یہ کہ اب حرص دولت نہیں ہے

ضرورت تو پہلے سے بھی پیشتر ہے
مگر کیا کریں کہ شریعت کا ڈر ہے

سبو چے کدو چے قدحے پینے والے
"رڑکنے" لگے دودھ لسی کے پیالے

ہوئے ایک جیسے عوام و اعالی
وزیر خزانہ کی پاکٹ ہے خالی

"ڈنر" میں وزیروں کے مرغی کہ "فش" ہے
مگر یہ تو دیکھو کہ بس ایک "ڈش" ہے

سیاست ہوئی من ''کھری'' تن ''زوئی''
نہ ٹھیکہ' نہ پرمٹ' نہ ہانڈی' نہ ڈوئی

''ٹکیں'' گے بالآخر یہ سب ''ٹک مکاوے''
شریعت کو آتا ہے ''آوے'' ای ''آوے''

◆◆◆

پیش رفت

جھونپڑوں کا تھا یہی نعم البدل مکران میں
بن گیا سلطان مسقط کا محل مکران میں
آج کی شاہی سواری کے جلو میں دیکھنا
فوج امریکی اتر آئے گی کل مکران میں

گوادر میں سلطان مسقط کا ڈیرا
وڈیرے کے اوپر چڑھا ہے وڈیرا
سویرے کا تھا منتظر اپنا ساحل
اندھیرا ہوا اور بھی کچھ گھنیرا

آج بھی

حکمرانوں نے در و بست حکومت میں ضمیر
دل لگی تاریخ پاکستان سے کیا خوب کی
آج بھی مسند نشینان حکومت میں صف آرا دیکھیے
کچھ ضیا کی ذریت کچھ باقیات ایوب کی

جمہوری تخت نشینی

میں بتلاؤں اپنے وطن پر کیوں بحران گزرتے ہیں
ملک پہ کچھ موروثی دولت مند حکومت کرتے ہیں

یہ افراد کہ اپنی روزی آپ نہیں پیدا کرتے
لیکن اپنے بھرے خزانے اور زیادہ بھرتے ہیں

قانونی لاقانونی' آئینی بے آئینی ہے
سچ پوچھو تو روگ اپنا جمہوری تخت نشینی ہے

◆◆◆

حاکم لوگو!

محصولات کا مال غریب عوام پہ استعمال کرو
ناداروں لاچاروں کی روٹھی ہوئی خوشی بحال کرو

بیواؤں مسکین یتیموں کے دکھ کو کم کرنا ہے
ان کے دل میں محرومی کی آگ کو شبنم کرنا ہے

عمر رسیدہ مجبوروں معذوروں کی امداد کریں
شقی زمانے کے زخمی رنجوروں کی امداد کریں

خلق خدا کی دین حکومت، خلق خدا کے کام آئے
راحت کی تقسیم سے دکھیا لوگوں کو آرام آئے

کشتی طوفانوں میں چکرائے تو اسے کنارا دو
سارے رشتے ٹوٹ گئے ہیں جن کے، انہیں سہارا دو

یہ کوئی خیرات نہیں ہے فرض کا قرض چکانا ہے
اپنے پاؤں سے معذور انسانوں کو چلوانا ہے

ملک کے ہر اک فرد نے دونوں وقت نوالہ کھایا ہو
کپڑا جسم برہنہ پر ہو سر پر چھت کا سایا ہو

◆◆◆

خوش فہمی

یہ خوش فہمی تھی اپنے لیڈروں سے
سیاست کے شناور بن گئے ہیں

ہمارے دکھ کا درماں کر سکیں گے
ہمارے غم میں یاور بن گئے ہیں

ہوا ثابت فساد باہمی سے
مزاروں کے مجاور بن گئے ہیں

◆◆◆

سیاست کا رخ

قبولی نہ تھی بے اصولی سیاست
جو ہارے الیکشن تو بھولی سیاست
یہی دوڑ اگر ہے ہوا و ہوس کی
چلے گی نہ یہ سانس پھولی سیاست

◆◆◆

جھانسہ

گھاؤ اور بھی گہرا ہو گا
گنگا جمنی بات چلے گی
بھارت سے پھر بات چلے گی
یعنی اور بھی رات چلے گی

◆◆◆

ترجیحات

مملکت اسلامی کے دس بارہ نئے وزیروں کی
کابینہ میں دوسری قسط کی کھیپ جو کل در آئی ہے
ان کی صورت دیکھ کے فکری نظری ترجیحات بھی دیکھ
ایک وزیر ہ داڑھی والا سو وہ بھی عیسائی ہے

◆◆◆

ٹیم

لالہ مصری خان تھے کل ورطہ حیرت میں گم
افسران اعلیٰ کی تحلیل اور تقسیم سے
ہم کو تو لالہ کی حیرت پر بڑی حیرت ہوئی
ہر حکومت کھیلتی ہے اپنی اپنی ٹیم سے

◆◆◆

ووٹ کی طاقت

اک شکوہ ملک عالی شان کو حاصل کیا
بے سر و سامان تھے سامان کو حاصل کیا
اپنی ملت کی الگ پہچان بھی ہم کو ملی
ووٹ ہی سے ہم نے پاکستان کو حاصل کیا

◆◆◆

گزارش

کوئی بھی ہو منصوبہ فلاحی کہ رفاہی
ہو پانچ نکاتی کہ بھلے آٹھ نکاتی
ارباب حکومت سے گزارش ہے یہ ذاتی
مزدور کے بچے کو بھی مل جائے چپاتی

◆◆◆

ٹی وی نامہ

"ٹی وی بی بی" کی جبلی دل گرماتی جاں برماتی بھی
پچیس برس کی سر سنگت کچھ منفی کچھ اثباتی بھی

طاؤس و رباب سے رغبت بھی' مے اور مینا سے وحشت بھی
کچھ شخصوں سے کتراتی بھی کچھ خبروں کو کھا جاتی بھی

ہر نوع کے پھول اور کانٹے موتی کنکر اس کے دامن میں
یہ اپنا "سوہن حلوہ" بھی یہ اپنی دال چپاتی بھی

ہر اونچی کرسی کی خوش پرسی فن اس کا اور دھن اس کا
یہ لیگی بھی یہ "پی پی" بھی فوجی بھی پنج نکاتی بھی

کوئی بولے اسلام کرو کوئی چاہے نیلام کرو
دوپٹہ سر پر لاتی بھی لٹکاتی بھی سرکاتی بھی

کچھ پھوہڑ طبلے بجتے ہیں کچھ بچے سر بھی لگتے ہیں
کچھ حرفوں کو چمکاتی بھی کچھ برفوں کو پگھلاتی بھی

اقبال کو "فٹ" کر لیتی ہے ہر آقا کی خوش قامت پر
وہ خاکی بھی افلاکی بھی صحرائی بھی برساتی بھی

کچھ بول "اولے" بولے بھی کچھ علم کے موتی رولے بھی
کچھ عالم فاضل جید بھی کچھ دانشور حالاتی بھی

نغمہ اس میں آنسو اس میں یہ ساز بھی ہے مضراب بھی ہے
کچھ زخموں کی سوداگر بھی کچھ یادوں کی باراتی بھی

سب میر وزیر مشیر سفیر اسیر اس جادو گرنی کے
اس کے درشن دروازے پر رمضانی بھی شبراتی بھی

ماحول کے چپ ویرانے میں آہنگ کوئی ہمسفر رہا
یہ جگنو شب چمکاتا سا، یہ جوگن بین بجاتی بھی

◆◆◆

انحراف

خدا کے نام پر لینے کے بعد اب
ہمارا ملک تازہ بن رہا ہے
خدا کے نام کا اخراج دیکھو
اساس آگہی..... تاراج دیکھو
سیاست کا "نراجی راج" دیکھو
تماشا دیدنی ہے آج دیکھو
کہ رشوت اور اسمگلنگ کے دھن سے
پلازے پر پلازہ بن رہا ہے
یہ کیا اے کار ساز بن رہا ہے؟

◆◆◆

خود کفالت

دشمن جاں بن گئے سارے خسارے کے بجٹ
قرض نے پھینکا ہے مہنگائی کے غاروں میں ہمیں

بے طرح جکڑا ہے مغرب کے وسیہ کار نے
بین الاقوامی اداروں کے ادھاروں میں ہمیں

گیہوں امریکہ کی اب کھائے کسانوں کی زمیں
رزق ملتا ہے مگر کم روزگاروں میں ہمیں

کس قدر تضحیک سے کرتی ہے اب دنیا شمار
بے سلیقہ بے وسیلہ بے سہاروں میں ہمیں

کیا ہوا جو ساری پیدل قوم کھائے ٹھوکریں
خود کفالت تو ہوئی اسٹاف کاروں میں ہمیں

◆◆◆

لسانی اشتراک

کوئی تو مشترک بھی ہو زبان بول چال کی
کہ جس سے رابطے کا رس رواں رہے زبان میں
اگر یہی ہے غیریت کا پردہ درمیان میں
کہ اپنی اپنی بولیوں کے تیر ہوں کمان میں
محاذِ جنگ پر لڑے گی فوج کس زبان میں

◆◆◆

ترجیحات

تعمیر کے عمل میں تسلسل ہے ناگزیر
ہر چار پانچ کوس پہ اک سنگِ میل ہے
اپنی نگاہ پر بھی جمی کتنی دھول ہے
''ایکشن'' نہیں قبول، ایکشن قبول ہے

◆◆◆

نئے سورج میں بھی سابق اندھیرے ہی کے ڈیرے ہیں
عوام اب بھی وہی محرومیوں کا کرب سہتے ہیں
کہ اب بھی قصرِ سلطانی کے "درشن دور" گنبد میں
وہی نواب، ساہوکار اور سرار رہتے ہیں

◆◆◆

یاسر عرفات کا سمجھوتا خوش آیا مگر
ملک اسرائیل کی توثیق فرماتے نہیں
یاد آئی ہم کو اپنے دوغلے پن پر یہ مثل
گڑ تو کھا لیتے ہیں لیکن..... گلگلے کھاتے نہیں

◆◆◆

آزادی

شہر نگر موجود سہی
کس کے گھر اولاد نہیں
ملک نگر آباد نہیں
پھول اصول خدا و رسول
کچھ بھی اس کو یاد نہیں
بھوکا شخص آزاد نہیں

علیلی تبدیلی

اس تبدیلی کے کیا کہنے
یہ کیسی دانائی بھائی
گائے چھوڑی گھوڑی پائی
دودھ گرایا لید اٹھائی

◆◆◆

مغالطہ

منا رہی ہے جشنِ طرزِ زندگی کی جیت پر
ہماری قوم بھی ضمیر کتنی مست الست ہے
یہ نیک بخت سازشی بھنور میں کب سمجھ سکی
سمجھ رہی ہے فتح جس کو اصل میں شکست ہے

◆◆◆

وہ مذاکراتی ہو

پیچ کرشش نکاتی ہو

اپنا یار

جس کے گھر

روغنی پچاتی ہو

انتخابی نشانات کے ساتھ ساتھ

ہو جہالت کوٹھڑی میں شمع دانش نور عین
بلے بلے لالہ مصری خان تیری لالٹین

پھول حسن زندگی ہے پھول رنگ کائنات
تو جہاں بھی جائے برسیں پھول تیرے ساتھ ساتھ

تیرے بانہوں پر بھی پھولوں کے ہمیں گجرے قبول
بات تو جب ہے اگیں مزدور کی کٹیا میں پھول

ہو ''کلہاڑا'' یا درانتی تیر یا تلوار ہو
اسلحہ سب اپنی آزادی کا پہرہ دار ہو

اپنے سجدوں کے لیے اپنی زمیں پر ہی رہو
بیٹھ کر گھوڑے کی زیں پر بھی زمیں پر ہی رہو

''آٹھویں ترمیم'' ہے سر پر ہتھوڑے کی طرح
اے معزز شخص بک جانا نہ گھوڑے کی طرح

"سائیکل" رفتار میں گھوڑا نہ ہو موٹر نہ ہو
ملت بیضا کا ٹائر دیکھنا پنکچر نہ ہو

فیل کے معنی کہ اونچا ہو مگر بھاری نہ ہو
بیل بھی اچھا اگر وہ "سانڈ سرکاری" نہ ہو

تو نمائندہ ہے اس ایوان با توقیر کا
فیصلہ کرتا ہے جس کو ملک کی تقدیر کا

◆◆◆

قومی اسمبلی کے سقوط پر

شام کا وہ سانولا پن بھی غنیمت تھا کہ اب
صبح تو آئی نہیں اور رات بھی باقی نہیں
ہم نہ کہتے تھے نہ خورد و نوش پر جھگڑا کرو
جس سے کھا سکتے تھے اب وہ ہاتھ ہی باقی نہیں

◆◆◆

لواری پاس

بن رہا ہے راستہ چترال سے تا...... تاشقند
تاکہ وسطی ایشیا کے رابطے پھر راس ہوں
ہم کو اس منصوبے کی رومانیت پیاری مگر
پہلے خود اپنے "لواری" سے تو پاس ہوں

◆◆◆

استحکام

آرزو ناقص تو کامل عشق کی امید کیا
دل ہی کافر ہو تو پھر اسلام آ سکتا نہیں
ٹوٹ جائے نظم جمہوری تو پھر اس ملک میں
انتشار آئے گا' استحکام آ سکتا نہیں

◆◆◆

کیس ہسٹری

وہ لیڈروں کا بھیس ہو یا کرسیوں کی ریس
پھر پھنس رہا ہے ایک سیاسی بھنور میں دیس
تفصیل ہے طویل مگر مختصر ہے کیس
بنتی نہیں ہے ہم سے حکومت ”براڈ بیس“

◆◆◆

شباب کی جنگ

یہ سیاست میں انتخاب کی جنگ
ایک ہیجان و اضطراب کی جنگ

نہ حقیقت کی جستجو مطلوب
نہ یہ جمہوریت کے خواب کی جنگ

سامنے کوئی فلسفہ نہ اصول
نہ یہ آئین اور کتاب کی جنگ

دونوں جانب ہیں قائدین جواں
ہے فریقین میں شباب کی جنگ

◆◆◆

فالتو دانائی

کر رہا ہے قوم کو مضبوط جمہوری نظام
ملک کے اندر محاذ آرائی کم ہوتی نہیں

کم نہ ہو گا انتشار نوع انساں جب تلک
آدمی کی فالتو دانائی کم ہوتی نہیں

ہر قدم پر دام ہے ہر گام پر دھوکہ سہی
اپنی انساں دوست بے پروائی کم ہوتی نہیں

◆◆◆

راج گھر

اک بادشاہ سے تو نمٹ لے بھی آدمی
لاکھوں سروں پہ ایک ہی تو کج کلاہ ہے
لیکن ہماری مجلس ملی گواہ ہے
اس راج گھر میں جو بھی ہے وہ بادشاہ ہے

◆◆◆

ردعمل

مختصر سی اک کراچی سے خبر آئی ہے کل
کارخانے بند، دفتر بند، کاروبار بند
بے کفن مرتے تھے جو اب بے خبر مرنے لگے
کر دیئے سرکار عالی قدر نے اخبار بند

◆◆◆

شرح قتل عام میں بے شک اضافہ ہو گیا
حلقہ اقوام میں بے اعتباری بڑھ گئی
لیکن اپنے بعض احمق مہربانوں کے طفیل
اتنے مندے حال بھی سرمایہ کاری بڑھ گئی

◆◆◆

مذاکرات

میز پر یہ مذاکرات کی بات
ملک اور قوم کی نجات کی بات
خوش سگالی اگر ہو دونوں طرف
موت کرنے لگے حیات کی بات

◆◆◆

نابینا کابینہ

ناخواندہ چند وڈیروں کی
یہ اپنی جو کابینہ ہے
اندھوں کے ہاتھ آئینہ ہے
کیا دیکھے جو نابینا ہے

◆◆◆

شجاعت کی تاریخ میں تو پڑھا ہے
کہ یونان میں تھے ٹرائے کے گھوڑے
ہماری سیاست کی گھڑ دوڑ میں تو
فقط دوڑتے ہیں کرائے کے گھوڑے

◆◆◆

کلچر کا لچر پن

ہو کوئی بھی سرکاری منصوبہ مٹی گارے کا
''ٹی وی'' اس کی فلمی تصویریں مشہوری کرتی ہے
ایسی لچر مثال نہ دیکھی ہو گی اپنے کلچر کی
مرد تو ڈھول بجاتا ہے عورت مزدوری کرتی ہے

◆◆◆

آستانہ عالیہ

کوئی شخص بھی جو تھا سابق وزیر
نہ لاہور میں ہے نہ گجرات میں
اسے ڈھونڈھنا چاہتے ہو اگر
ملا تو ملے گا حوالات میں

◆◆◆

اکیسویں صدی

اس سال کے بجٹ میں کیا کیا نہیں ہے لیکن
کیفیت ایک خاص ڈرامائی آ گئی ہے
اکیسویں صدی کی دانائی آتے آتے
بائیسویں صدی کی مہنگائی آ گئی ہے

◆◆◆

دھول میں پھول

وہ جو بچہ پڑھ رہا ہے ٹاٹ کے اسکول میں
پھول وہ بھی ہے مگر پھینکا گیا ہے دھول میں
راستے میں خود کھڑی کیں ہم نے دیواریں بہت
فاصلہ اتنا نہ تھا چکوال اور کاکول میں

◆◆◆

تقسیمِ اقتدار

بارش کے پانی کی طرح طاقت بھی کرو تقسیم
نچلے ہاتھوں کی جانب اوپر کے ہاتھ بڑھاؤ
ہر چوپال میں اپنا مکھیا اور اپنا پنچ پال
اک اک صوبے اندر دو دو صوبے اور بناؤ

◆◆◆

روایت

یہ انگریزوں کی صدیوں سے بڑی مشہور عادت ہے
دریدہ بھی اگر دامن ہو، تو کلائی نہیں جاتی
روش اپنی بھی اک پختہ ہوئی طرز سیاست میں
حکومت تو چلی جاتی ہے، مہنگائی نہیں جاتی

◆◆◆

جوتا اور آٹا

مٹی میں ہماری نہیں نم کم مگر افسوس
کیوں حسن توازن کا کوئی گل نہیں کھلتا
جوتوں کے تلے دب گئی روٹی کی فضیلت
"باٹا" تو یہاں ملتا ہے آٹا نہیں ملتا

◆◆◆

جرم وسزا

کیوں عوام الناس کے چہرے نہ ہوں وحشت زدہ
کیوں نہ ہوں دیہات ویراں شہر کیا آباد ہوں
مسکن امن و امان و ملک رہ سکتا نہیں
قید ہوں منصف جہاں مجرم جہاں آزاد ہوں

◆◆◆

جنگ نامہ وزارت

انتہائی وحشت و نفرت کی موج تند میں
اس طرح تھے جذب اپنے جسم کے گھاؤ میں ہم
خوں کے بہتے رنگ میں کچھ فرق کر پائے نہیں
زیبا راؤ اور قیصر علی راؤ میں ہم

◆◆◆

شب و روز کی گردشیں الاماں
جو پربت تھے کل، آج رائی نہیں
حکومت کے کرسی نشینو سنو
حوالات میں چارپائی نہیں

◆◆◆

طرزِ زندگی

اپنا طرز زندگی ہے پارلیمانی نظام
بن گیا ہے ٹوٹنے پر بھی یہ جمہوری خراج
صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی بعد از نماز
گھر کے مرغے مرغیوں سے کر رہا ہوں احتجاج

◆◆◆

زکوٰۃ کی تقسیم

مسائل کی .... تفہیم ہونے لگی ہے
برائے زر و سیم ہونے لگی ہے
یہ دن دیکھنا تھا .... بنام زکوٰۃ
کرپشن کی تقسیم ہونے لگی

◆◆◆

گہری قبر

شہد سے چاٹا کرو اعداد بے مفہوم کو
آج کے مخدوم کا تحفہ ہے یہ مظلوم کو
کیسے دے سکتا تھا زرداری بجٹ ہاری بجٹ
کتنی گہری قبر دی ہے ملت مرحوم کی

◆◆◆

سوئی گیس کی سوئی

بجٹ سنا تو خانم چیخی
اوئی اوئی اوئی اوئی
پوچھا تو چولہے سے پکاریں
چبھ گئی "سوئی گیس" کی سوئی

◆◆◆

کشمیریات

اک ووٹ بھی جنیوا میں حاصل نہ کر سکے
حالات کاشمر کے نہایت خراب ہیں
اپنے وزیر خارجہ کا طرفہ ہے جواب
ناکام ہو گئے ہیں مگر کامیاب ہیں

جنیوا بات چیت میں ہماری زک پہ حیرت کیا
معاہدہ شملہ کا تتمہ کتابی ہے
وزیر خارجہ کا یہ جواب انقلابی ہے
شکست پیش رفت ہے، خرابی کامیابی ہے

◆◆◆

برق آشیاں

نرخ بجلی کے گرے لوگوں پہ بجلی کی طرح
بھر رہے اب یہ جرمانہ مگر سالانہ ہم
اڑتے پھرتے ہیں گھروں میں بے پر پروانہ ہم
"کر رہے ہیں برق سے روشن چراغ خانہ ہم"

تھا کبھی نورِ نظرؔ آرام جاں بجلی کا بل
ارغواں کرتا تھا دالان و مکاں بجلی کا بل
بن گیا ہے اب تو "برق آشیاں" بجلی کا بل
یہ تپاںؔ یہ قہرماںؔ "چنگیز خاں" بجلی کا بل

◆◆◆

بائیکاٹ

کاروائی میں کوئی رنگ نہ رس
اب سجاؤ........ وطن سجا کا سپاٹ
ایسی ہٹ دھرمی بلکہ "جٹ دھرمی"
کہہ رہا تھا یہ اپنا...... مولا جاٹ
فصل پر جس طرح درانتی ہو
ملک کو کاٹ دے نہ بائیکاٹ

◆◆◆

اسمبلی ہال کی آتشزدگی

آتشیں الفاظ کا محشر یہاں خوابیدہ ہے
مجلس ملی کا گھر انبار آتش دیدہ ہے

◆◆◆

صدارتی انتخاب

آ رہا ہے اپنے صدر مملکت کا انتخاب
سب الیکشن باز........ گھاگ آسودگاں امیدوار
آزمودہ مہرباں....... نامہرباں....... امیدوار
شیرؔ چیتےؔ مرغؔ طوطے اور ”کاں“ امیدوار
سارے موروثی سیاسی خاندانؔ امیدوار

◆◆◆

ڈیڈلاک

ملی مذاکرات بھی کیا موڑ مڑ گئے
"گل بات" ڈھل کے دھات بنی "راک" ہو گئی
نیت بخیر ہوتی تو کچھ بات ہی نہ تھی
دراصل یہ اٹا تھی جو ڈیڈلاک ہو گئی

◆◆◆

آئندہ

کیا دکھاتے ہیں ہمیں دیکھیے یہ منصوبے
وہ گزشتہ کے الیکشن تو ہمیں لے ڈوبے

◆◆◆

لوٹا بکف

نہ پورے اس طرح ہیں ہم، نہ پورے اس طرف ہیں ہم
مصاف زندگانی میں فقط لوٹا بکف ہیں ہم

◆◆◆

تاجر اور ہڑتال

تقصان تاجروں کے تدبر سے دور ہے
ہڑتال میں بھی کوئی منافع ضرور ہے

◆◆◆

یک روزہ بے خبری

جیسے ہے صبح یار کے دیدار کے بغیر
یا قاہرہ ہو مصر کے بازار کے بغیر
اتری نہیں ہے روزنِ دیوار سے کرن
دن کس قدر سیاہ ہے اخبار کے بغیر

◆◆◆

تانگہ گھوڑے کے آگے

تشنگاں کے منہ میں تاکہ کچھ تری ''ترقی'' رہے
قصر سلطانی کے اندر رس بھری موجود ہے
جیسے اپنے ملک کے دارالحکومت میں ضمیر
سانس لینا بند ہے بارہ دری موجود ہے

◆◆◆

جوان جنگ

توڑا غرور بھارتی اگنی ترنگ کا
دنیا کی عقل پاک جوانوں نے دنگ کی
اک بات خاکسار نے بھی کی یہ ڈھنگ کی
جرنیل کی نہیں یہ سپاہی کی جنگ تھی

◆◆◆

اچھا تعلیمی سسٹم
اماں بھی استانی بھی
ابا، نانا، نانی بھی
طہرانی، یونانی، انگلستانی، پاکستانی بھی
مسلم بھی نصرانی بھی
چپو بھی اور نیا بھی
خواہر، دختر، بھیا بھی
انجن بھی اور پہیہ بھی

◆◆◆

بھائی مولا بخش کے نام

کھیتی تیری چار کنال
بچے تیرے سال بہ سال

"نڈھے" سے تو ہوا نڈھال
کالے "بال" یہ پچکے گال

گوری گائے' کالی کھال
بھوکے بیل کی آنکھیں لال

تن پر کھدر بھدر کھادی
ایسی آبادی' بربادی

دو مونہوں میں آدھی روٹی
چھ ٹانگوں پر ایک لنگوٹی

آدھا پکا' آدھا کچا
آٹھ مہینے میں ایک بچہ

بے شک ہے اولاد ضروری
یہ تو ہے اک پلٹن پوری

شہر بھرے ہیں ملک ہے خالی
آبادی نے بستی کھا لی

پورا کانؑ نہ سالم ''گوڈا''
جیسا ٹانڈہؑ ویسا ڈوڈا

جسم کے سب کل پرزے ڈھیلے
والد پیلےؑ بچے نیلے

مری ہوئی روحوں کا بڑھنا
کھیت میں ہے چوہوں کا بڑھنا

''منڈی'' گل نہ ہووے ''چنگی''
آدھی قوم ہے بھوکی ننگی
دیکھ تری اولاد زیادہ
ملک نہ کروےؑ بے اولادا

جن گے بچے پورے دس
بس کر مولا بخشا بس

◆◆◆

بنیاد پرستی

مذہب کی روش پڑ ہونٹوں پر
غالب...... غربی نقالی ہے
خوبی کی سند...... ہر خرمستی
بنیاد پرسی...... گالی ہے

◆◆◆

نثر میں جو ہوتی ہے

نثر میں جو ہوتی ہے شاعری نہیں ہوتی
''شیر'' کے قبیلے میں ''لومڑی'' نہیں ہوتی

شکل تو ذرا دیکھو مغربی تمدن کی
جیسے آگ کے اندر پھلکوی نہیں ہوتی

قوم کی ضرورت تو اور بات ہے لیکن
فطرتاً ہر اک عورت ''مولوی'' نہیں ہوتی

دوستوں سے امیدیں مہر اور مروت کی
جون کے مہینے میں جنوری نہیں ہوتی

ننگے پاؤں لوگوں سے پوچھتے ہیں چارہ گر
قوم اپنے پاؤں پر کیوں کھڑی نہیں ہوتی

زندگی کا سانچا کچھ ٹھیک ہو چلا شاید
گدگدی تو ہوتی ہے کھلبلی نہیں ہوتی

شور کی زمینیں ہیں اس طرح کی قومیں بھی
جن کے پاس کوئی شے ''نادری'' نہیں ہوتی

◆◆◆

اک مسلسل گھٹن

اک مسلسل گھٹن "گھٹالہ" ہے
ہر اجالے پہ کوئی جالا ہے

سنگ و آہن کی پرورش کے لیے
ہم نے پھولوں کو روند ڈالا ہے

رشوت اندوزی اور لوٹ کھسوٹ
اپنے حالات کا حوالہ ہے

تھان ہے کچھ بکاؤ گھوڑوں کا
کچھ وڈیروں کا "گاؤ شالہ" ہے

تیرگی کو لپک کے چوم لیا
روشنی کو جتن سے ٹالا ہے

جہاں امید کا بہاؤ تھا
وہاں اب گندگی کا نالہ ہے

سنگ مرمر کا اپنا ''شاہ محل''
کالا ہے اور ''شاہ'' ''کالا'' ہے

خاک منہ میں مرے مگر اب ملک
دہن سگ میں اک نوالہ ہے

فرق میر و فقیر کے گھر کا
واں ''دوالی'' ہے یاں ''دوالہ'' ہے

جو کبھی موتیوں کی ''مالن'' تھی
اب وہی استروں کی مالا ہے

جو اڑتا تھا آسماں کی طرف
وہ پرندہ ہی مار ڈالا ہے

جب بھی کوئی دیکھا امیر شہر کے گرد
کوئی سالی ہے کوئی سالا ہے

ہر مسافر کی ٹانگ کے درپے
کوئی نہ کوئی ''ڈانگ'' والا ہے

عام لوگوں سے چھین کر لقمہ
کچھ وڈیروں کا پیٹ پالا ہے

بے گھروں بے نواؤں کا لیڈر
سب سے اونچے مکان والا ہے

دودھ جس میں کبھی چھلکتا تھا
اب وہی بھیک کا پیالہ ہے

چالو ہیں "انڈیا" کے آلو پر
منہ میں مانگا ہوا نوالہ ہے

لکھنے پڑھنے کا اب دماغ کسے
ڈاکوؤں اور پولس سے پالا ہے

سانحہ یہ ہوا کہ ہر چہرہ
"بے خیالا" ہے "بے سوالا" ہے
وہ نہ گر کر کبھی اٹھا جس کو
"عالمی بینک" نے سنبھالا ہے

ایک سی بے دلی میں لپٹے ہیں

"ٹنڈو آدم" کہ "ہیڈ مرالہ" ہے

بات کتنی سفید ہو ان کی
بیچ میں کچھ تو کالا کالا ہے

یہ ہمارا نظام جمہوری
کیا انوکھا ہے کیا نرالا ہے

جو جہالت میں سب سے بالا ہے
وہ وزارت میں سب سے اعلیٰ ہے

◆◆◆

پیلی پیازی پارٹی

سرخ ہو یا سبز پیلی یا پیازی پارٹی
ملک کو درکار ہے اک کارسازی پارٹی

کوئی ''جانانہ'' ادا ''تنظیم'' بھی تھی لازمی
عورتوں کی بھی تو ہوتی کوئی تازی پارٹی

آبِ نو کا ایک دریائے رواں ہے زندگی
ترجمانِ فکرِ تازہ کوئی تازی پارٹی

مختصر ہے اپنے جمہوری سفر کی داستاں
گاہ 'فاشی' گاہ 'راشی' گاہ نازی پارٹی

دے رہی ہے دستکیں دروازے پر اگلی صدی
اور ''حجازی'' 'پارٹی' ہے ''بے جہازی'' پارٹی

ووٹ کی پرچی پہ ہم لکھیں گے مستقبل کا خواب
ہم کو نامنظور ہے ''ماضی پہ راضی'' پارٹی

کچھ نہ کچھ جاگی تو جمہوری عمل کی چاندنی
جگیوں میں گھومتی ہے "دو پلازی" پارٹی

کٹ کے ارباب سیاست سے بنائیں کاش اب
حضرت مولانا کوثر نیازی پارٹی

◆◆◆

گرانی کی جوانی

روپے کو چاروں شانے چت گرانا
پھر اس پر کامرانی کا ترانہ
پس اقدامی کو کہنا پیش قدمی
مبارک ہو شکست فاتحانہ

◆◆◆

ہمارا موقف

جہازوں کی خیر اور گھوڑوں کی خیر
یہ مانا کہ ''ڈالر'' کی بھرمار ہے
معاشی فتوحات کے باب میں
ہمارا موقف یہ سرکار ہے
دلائل نہیں....... ''دال'' درکار ہے

◆◆◆

آہنگ

میرے ہاں کم ہوں گے فن پختہ غزل خوانوں کے لفظ
میں تو لکھتا ہوں "نئے ہونٹوں" "نئے کانوں" کے لفظ

◆◆◆

جمہوریت

بے شک غلط سلط ہو لیکن بات عوام کی کرتی ہے
جمہوریت بھی ایک طرح کی فوج کی جبری بھرتی ہے

◆◆◆

جنگ اس اسلوب سے بھی آج کل کرتے ہیں لوگ
قتل تو ہوتے نہیں پر قحط سے مرتے ہیں لوگ

◆◆◆

تضاد

ہم لوگ شوقیہ بھی بڑے درد مند ہیں

امریکہ ناپسند ہے ڈالر پسند ہیں

◆◆◆

یک طرفہ

کیوں فقط سیاست ہی موردِ ملامت ہے
آج کل تو جنگ بھی اصل میں تجارت ہے

◆◆◆

خوش سپردگی

اس خوش سپردگی سے یہ ملک چل رہا ہے
روٹی نہیں ہے لیکن تندور جل رہا ہے

◆◆◆

بادل کے پیچھے دھوپ

بڑی عمر کے بھی بڑے فائدے ہیں
کئی عورتیں اجنبی ہو گئی ہیں
سہانی لگے ہیں پرانی منڈیریں
بڑی بوڑھیاں بھی نئی ہو گئی ہیں

◆◆◆

لو ان کا چہرہ لال

لو ان کا چہرہ لال ہوا
پھر اپنا استحصال ہوا

مانا کہ اکٹھا مال ہوا
جینا تو مگر جنجال ہوا

لوگوں کے چہرے تو دیکھو
جو اپنی کپاس کا حال ہوا

کچھ یاد بھی ہے بابا اب تک
دل کتنا استعمال ہوا

کچھ کم ہے کیا یہ کارِ جہاں
اک بچہ تو ہر سال ہوا

جب اس کے لمبے بال ہوئے
تو اپنا لمبا سال ہوا

وہ پھول بدن بھی کرسی میں
جب پھولا تو فٹ بال ہوا

شب گھر میں قتیل و قال رہی
دن دفتر میں پامال ہوا

اس دور میں اتنا جی لینا
یہ کتنا بڑا کمال ہوا

یہ مل کسی ملزم کی طرح
تھانے میں استعمال ہوا

اسلام آیا تو چہروں پہ
رومال لٹک کر شال ہوا

چوروں کے سوا ہے کون یہاں
جو اپنی آپ مثال ہوا

اب اگلی نسلوں کی سوچو
اپنا تو جو بھی حال ہوا

اس غزل بہانے اردو میں
بھلوال ہوا چکوال ہوا

◆◆◆

یہ حکم ہے جلاد کا

یہ حکم ہے جلاد کا
پھانسی یہ غل ہو داد کا

آلام کے چپ شہر میں
بجا بجا فریاد کا

دیوار قبرستان پر
لکھ نعرہ زندہ باد کا

خلد وطن میں دیکھیے
مر مر محل شداد کا

اگلی صدی میں کام کیا
اجداد سے اولاد کا

اس دور میں پتھر ہوا
تیشہ میاں فرہاد کا

لاہور	کے	بازار	میں
مینار	ہے	بغداد	کا

کان	ادب	جان	ادب
افسانہ	نشا	یاد	کا

◆◆◆

قاہرہ کانفرنس

مغرب میں جو چلی ہے یہ جنس کی اندھیری
کیسے شناخت ہو گی اولاد تیری میری
یہ ''فیملی پلاننگ'' چوسی ہوئی گنڈیری
شوہر بھی ''پارٹ ٹائم'' بیوی بھی آنریری

◆◆◆

لالہ کا پرنالہ

لالہ ڈکشٹ صاحب کی باتیں تو بڑی من موہن ہیں
کوئی کام کی بات نہ کی کشمیر کے خاص حوالے سے
لفظوں کا دریا بھر لائے گنگا جل کا گاگر میں
لیکن فرق نہ آیا کوئی لالے کے پرنالے میں

◆◆◆

اینگلو پاک مکالمہ

مغربی اسلوب کی ماری ہوئی کچھ لڑکیاں
بات کرنا اینگلو اردو میں سمجھیں فرض بھی

کر رہی تھی گھر میں چنکی بات یہ سسٹرز سے
پڑھ کے امریکہ سے آئے ہیں مرے سسرز بھی

باجی سچ مانو وہ اپنی "جینز" میں شاہجیز ہیں
وہ لگیں ٹیچرز بھی ایکٹرز بھی شوہرز بھی

"مسجدز" میں جا کے یہ کوئی کہے "ملاز" سے
رنگ کچھ کلچرز میں بھرتے تو ہیں کافرز بھی

پھیکی پھیکی کیوں نہ ہو کالجز کی بزم سخنز
اب کہاں اقبالز اور غالبز سے شاعرز بھی

◆◆◆

طالبان کی دوکان

یہ اسلحہ کہاں سے ملا ہے بتایئے
جب یہ سوال پوچھا گیا طالبان سے
بولے خدا کی راہ میں اپنا جہاد تھا
یہ اسلحہ ملا ہے خدا کی دوکان سے

◆◆◆

آنگن ٹیڑھا

گاڑی کیونکر سیدھی جائے
آگے ہو جب انجن ٹیڑھا
ٹھیک کہاوت ہے سو آنے
ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا

◆◆◆

عشق اک بے کنار طاقت ہے
راگ ابھرا تو ساز ڈوب گئے
شوق کے بے کراں سمندر میں
فلسفے کے جہاز ڈوب گئے

◆◆◆

خودستائی

بے شک کتنے فتح پھریرے افق افق لہراؤ تم
بے شک علم و ذکا و نظر کا کتنا جوہر ذاتی ہو
خود کرنا تعریف اپنی مولانا روم کی رائے میں
جیسے کوئی عورت خود اپنے پستان ہلاتی ہو

◆◆◆

بات نہیں یہ دوسرے نیکوکاروں
شب بیداروں کی
لیکن میں
تنہائی سے ڈرتا ہوں
اس لیے عبادت کرتا ہوں

جانے میں اک پل نہ لگے
واپس آئے صدیوں میں

◆◆◆

مسئلہ

امن و سکون و راحت کے
دنیا میں امکاں کم ہیں
لوگ بہت انساں کم ہیں

◆◆◆

زباں آوری

بیوی ہے خوب رو تو مگر اس کا کیا علاج
کچھ تیز خوئے ناز ہے اس سرو ناز کی
جب تک رہے خموش، ملائم ہے کیا مگر
جب بھی زبان اس نے ذرا سی دراز کی
مٹی پلید کی........ سخن دلنواز کی

◆◆◆

درگزر

دوسروں کی باتوں سے درگزر تو کرتا ہے
ورنہ توڑ ڈالو گے
راستے کا واحد پل
جس سے ایک دن شاید
پھر تمہیں گزرنا ہے

◆◆◆

بہار و بیاباں

خوبی تقدیر کی کس گھاٹ اتار آئی ہے
خود وہ گنجے ہیں پہ خانم کی لٹیں تا بہ کمر
خود بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

◆◆◆

ہر کوئی بحران میں گرداں
حیراں ششدر مضطر ہر کس
اپنی سیاست کے کیا کہنے
بندر کے پنجرے میں سرکس

◆◆◆

ماحول کی آلودگی

آلودہ ماحول کی کجلاہٹ کی گھور گھٹائی ہے
گرد کی تہہ گرداب ہوئی ہے دھوئیں نے تمبو تانا ہے
اک بچے کی امی نے کل گلی میں کھیلتے بچوں میں
چھ بچے نہلائے تو اپنا بچہ پہچانا ہے

◆◆◆

زندہ بدست مردہ

پیرہن چاک ہمارا ہے تو حیرت کیسی
اپنے حالات گریباں نہیں سینے دیتے
قطعہ قبر کی قیمت ہوئی چالیس ہزار
زندہ کیا رہیے کہ مردے نہیں جینے دیتے

◆◆◆

تجزیہ

ہر وزیر دانہ ہے
ہر مشیر دام ہے
یہ نظام خام ہے
زندگی حلال ہے
آدمی حرام ہے

◆◆◆

کیسی باتیں کرتے ہو
یہ کج بحثی خوب نہیں
کوئی اور الزام لگاؤ
رشوت اب معیوب نہیں

◆◆◆

تعارف

کہا یہ اہلیہ نے یہ جو میرا اہلکار ہے
نہ جاؤ ان کے نام پر کہ نام کے حلیم ہیں
نہ جاؤ ان کی شکل پر کہ شکل کے یتیم ہیں
برت کے دیکھیے تو یہ خصم نہیں خصیم ہیں

◆◆◆

عاشق کی گزارش

اے جان جاں جانِ جہاں تزئینِ دامانِ جہاں
شیدا ترا رسوا ترا میں نا ملاقاتی ترا
آوارہ و بے چارہ میں اک خادمِ ذاتی ترا
تم نے کہا تو کون؟ میں بولا حولاتی ترا

◆◆◆

قیادت کی قیمت

پارلیمانی نظام...... ایک احتسابی انقلاب
اس عدالت سے کوئی لغزش بری ہوتی نہیں
ملک کے قائد کا کوئی اپنا گھر رہتا نہیں
لیڈروں کی کوئی ذاتی زندگی ہوتی نہیں

◆◆◆

تضاد

لفظ میں جھلکے دباؤ خون کا
جنوری میں جیسے موسم جون کا
کیا ملے گا مغز اس مضمون کا
بات موسیٰ کی محل فرعون کا

◆◆◆

زندگی

کتنے ارمانوں کی گویائی درختوں میں خموش
جلوتیں ویراں ہیں تنہائی بھی تنہائی نہیں
بند جنگل کی طرح ڈرپوک عورت کی طرح
مجھ کو اپنی زندگی پوری سمجھ آئی نہیں

◆◆◆

گوشوارہ ولادت

کام اگر کرتے تھے کچھ تو حجرہ دربند میں
ویسے لگتا تھا کہ حضرت فارغ الاوقات ہیں
شیخ کے بارے میں بس اتنی ہی معلومات ہیں
آٹھ بچے زندہ دو مرحوم چھ اسقاط ہیں

◆◆◆

مزاج شریف

سر سے تا پا...... سماج ہے رشوت
تختہ و تخت و تاج ہے رشوت
فرد کا کیا ہو اب ''مزاج شریف''
اپنا ''قومی مزاج'' ہے رشوت

◆◆◆

تعریف میں ٹی وی کی
جو کچھ بھی کہیں کم ہے
دل کی خلش آموزی
آنکھوں کا "چونگم" ہے

عوام الناس

عوام الناس کی حیثیت عرفی بھلا کیا ہے
کہ ان سے کوئی پوچھے اے میاں تجھ کو ہوا کیا ہے
گرانی...... بالخصوص آٹے کی اس نوبت پہ آ پہنچی
''خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری غذا کیا ہے''

◆◆◆

اولادِ نرینہ

ہے ذہن پہ طاری ابھی مردوں کی فضیلت
اس سمت اشارہ کرے ہر ایک قرینہ
درگاہ میں یاد آیا نہ مکہ نہ مدینہ
بس ''پیر'' سے مانگی گئی اولاد نرینہ

◆◆◆

یہ توہین انا ہے میری
جیسے دل پر چھری لگتی ہے
ابھی کہاں پیری کہ ابھی تو
اچھی بات بری لگتی ہے

◆◆◆

کلید جمہوریت

ووٹ کی یہ پرچیٔ تیری آزادی کا پروانہ ہے
اپنی قسمت کے محضر نامے پر مہر لگانا ہے

فلسفیوں نے کیا فرمایا ہے اور کیا فرمانا ہے
تفصیلات میں کیا جانا یہ لمبا تانا باناہے

ایک ہی نکتہ ہے یارو جو اپنی سمجھ میں آتا ہے
کس کو پیچھے رکھنا ہے اور کس کو آگے لانا ہے

◆◆◆

وزارت سازی کے قریب

ریزہ ریزہ تھے جو پیمان وفا جڑنے لگے
بے کنارا بہتے دریاؤں کے رخ مڑنے لگے
"قومی پنچایت" کے اجڑے بام و در کے آس پاس
پھر وہی پرباختہ بوم و ہما اڑنے لگے

◆◆◆

عمر کہانی

قابل ذکر بس ایک ہی بات ہے میری عمر کہانی کی
ساتھ رہی ہے میرے خوش آمیدی مری جوانی کی

◆◆◆

آنکھ دیکھ لیتی ہے کون خوبصورت ہے
یہ بھی بوجھ لیتی ہے میری کیا ضرورت ہے

◆◆◆

خیالات کے کان

کتنی آوازوں کے کتنے جاں فزا ہیجان ہیں
میرے خوابوں اور خیالوں کے بھی اپنے کان ہیں

◆◆◆

پگڑی اور پنجرہ

زر نہیں رکھتے مگر دستار کج رکھتے ہیں ہم
ریچھ کے پنجرے میں شیروں کی گرج رکھتے ہیں ہم

◆◆◆

ے کے رسیاؤں کو دیکھو تارپیں تک آ گئے
گیہوں کھانے آئے تھے نان جویں تک آ گئے

◆◆◆

نیند اور بستر

ہو تونگر تو یہ سوچو اکثر
نیند بہتر ہے کہ بستر بہتر

◆◆◆

معاہدہ

آؤ با وفا رہیں
موت تک جدا رہیں

◆◆◆

تاریخ وفات

یہ جو ان کی وفات کا دن ہے

قابل ذکر بات کا دن ہے

◆◆◆

مساجد میں بم دھماکے

قلب مومن کو سرور بندگی گہرا بھی دے
مسجدوں میں اب خدا خود ٹھیکری پہرہ بھی دے

◆◆◆

سامان اور ایمان

کچھ بھی نہیں آئے گا اس طرح اگر آئے
سامان تو آ جائے ایمان چلا جائے

◆◆◆

خوف

آج کی سرخی سے تو صرف نظر کرتا ہوں میں
کل کے اخباروں کی سرخی سے مگر ڈرتا ہوں میں

◆◆◆

والد

ابتدا بھی تو خود اپنی انتہا بھی آپ ہے
تیرا مٹی کا دیا ہی قمقمے کا باپ ہے

◆◆◆

وفاداری

گھروں میں بیٹھے ہیں جو لوگ عین چین کے ساتھ
وہ کربلا میں نہ آئے کبھی حسین کے ساتھ

◆◆◆

فاتحین کائنات

فاتحین کائنات عورت اور راگ ہیں
چاندنی کا رقص رم زندگی کی آگ ہیں

◆◆◆

مشروط

عام لوگ کیوں نہ بھوکے ننگے ہوں
ملک کے خواص اگر تلنگے ہوں

◆◆◆

انداں نہیں جو خلق کا ہمدرد نہیں ہے
جو مرد ہے مچھلی کی طرح سرد نہیں ہے

◆◆◆

فرق سوزوکی میں اور لالہ سمندر خان میں
خواب پاکستان میں تعبیر ہے جاپان میں

◆◆◆

نہیں ہے قسمت آدم یہ قسمت سے بغاوت ہے
نجات آدمیت ہے ادب اپنی شریعت ہے

◆◆◆

توازن

حکومت میں توازن مسئلہ ہے حسن نیت کا
نہیں کچھ فاصلہ جمہوریت سے آمریت کا

◆◆◆

آرام

یہی بس اک کام کر رہے ہیں
قفس میں آرام کر رہے ہیں

◆◆◆

ہماری پسند

اپنا ووٹ امانت اہل خیانت ملک لٹیروں کی
اجلا شخص ہے کس کاری کا اگر وہ دولت مند نہیں
کرسی ان کے نام لکھی ہے جن کے کام پسند نہیں
ہم احسان پسند ہیں دام پسند اسلام پسند نہیں

◆◆◆

یہ چناؤ کا طریقہ بھی نری بکواس ہے
''ووٹ'' میرے پاس ہے اور ''نوٹ'' تیرے پاس ہے

◆◆◆

نسخہ

اے مریض خوش غذا
عبث جو تو اداس ہے
حقیقتاً ترا مرض
تیرے "کچن" کے پاس ہے

◆◆◆

توقعات

"مارشل لاء خوردہ" جمہوری نظام
اس الیکشن میں نیا حل لائے گا
لوگ اس امید پر دیتے ہیں "ووٹ"
پھر یہ نخل بے ثمر پھل لائے گا

◆◆◆

اک تذبذب ذہن کو مفلوج جو کرتا نہیں
کون کہہ سکتا ہے تاری ہے کہ نوری زندگی
سائنسی آگاہی یہ مانا ادھوری ہے مگر
بے یقینی میں بھی مل جاتی ہے پوری زندگی

◆◆◆

آپریشن ٹیبل پر

ہو گئی اک حادثے میں ٹانگ اک اپنی اَنگ
زندگی ہر حال میں نعمت ہے اس کی خیر "منگ"

ٹوٹ جاتے ہیں بالآخر جاں کے رشتے جی کے "سنگ"
رنگ کیسا بھی ہو "اوڑک" ہو کے ہوتا ہے "کرنگ"

دل میں ہے اب بھی وہی الہڑ جوانی کی امنگ
دھڑکنیں بھرتی ہیں شوخ و شنگ ہرنوں کے شلنگ

وقت آخر ہے اگر نزدیک بھی تو کیا ضمیر
یہ تو اطمینان ہے ہارا نہیں جینے کی جنگ

◆◆◆

مغرب کی منشیوں سے

آزادی سے کیش ہمارا فطرت اپنی جمہوری
فکری پس منظر بھی ہے ان قدروں کی شادابی کو
جمہوری آداب کوئی منشی ہمیں کیا سمجھائے گا
تیرنے کی تعلیم کوئی کیا دے گا بھلا مرغابی کو

◆◆◆

کاغذی پیرہن

تازہ تر اعلان اپنا صدر امریکہ کے ساتھ
سرسری سا محض رہی تذکرہ کشمیر کا
کان میں آویزہ تو ڈالر کا ڈالا ہے مگر
''کاغذی ہے پیرہن'' اس پہ تصویر کا

◆◆◆

پرنالہ

ہے سفارت میں عبارت کی مہارت دل نشیں
لفظ ہیں واشنگٹن اعلامیہ کے ریشمیں
''جوہری قدغن'' جو ہم پر تھی وہ جوں کی توں رہی
دوستی کی اس نئی چھت پر بھی پرنالہ وہیں

◆◆◆

"پاک یانکی" دوستی کے دل کشا آغاز پر
بج رہی ہیں چھن چھناتی کسمساتی پائلیں
پیار رخساروں پہ دے سکتا ہے امریکہ مگر
دے نہیں سکتا ہمارے ہاتھ میں میزائلیں

◆◆◆

لبرل کردار

مظہر امریکہ کی خوشنودی کا ہے ایک ایک لفظ
"قصر ابیض" سے جو یہ اعلان صادر کل ہوا
غل ہے اک "کٹر مسلماں" ملک بھی "لبرل" ہوا
بحر اوقیانوس میں ڈوبا تو پتھر حل ہوا

◆◆◆

امریکی حکمت عملی

یہ اس کی حکمت عملی عجب قماش کی ہے
کہ فتح سامنے آئے تو جنگ ہارتا ہے
بگاڑتا ہے وہ ساکھ اپنی جب سنوارتا ہے
وہ دوستوں کو کھلا اور پلا کے مارتا ہے

◆◆◆

مبارکباد

ملی غیرت کا افق بے شک ذرا تاریک ہے
عالم اسلام کی تفریق بھی تضحیک ہے
قوم کی لاغر کمر مہنگائی سے باریک ہے
خارجہ پالیسی اپنی لائق تبریک ہے
لوگ کہتے ہیں غلط اس کو تو کہتے ہیں غلط
دیکھیے کشکول میں کتنی زیادہ بھیک ہے

◆◆◆

اپنی ایٹم ساز بارودی کمیں گاہوں کے بیچ
"جان بل" انگلش کہ امریکہ کا انکل سام ہے
"عالم نو" کی کمر بندی سے یہ ثابت ہوا
اہلِ مغرب کا ہدف مشرق نہیں اسلام ہے

◆◆◆

مجبور ارادت

امریکہ سے "مجبور ارادت" کا یہ رشتہ
یہ صبح نہیں شام ہے سورج کے جلو میں
ہم بھول گئے مفت کے اس گندم و جو میں
"غیرت ہے بڑی چیز جہان تنگ و دو میں"

◆◆◆

کوا اور چیل

سنتے تھے کہ اپنے تناؤ میں نرمی، لچک کچھ ڈھیل آئی
امیدوں کے پس منظر کی جو دھندلی سی تفصیل آئی
رابن رافیل کے لفظوں سے آواز اسرائیل آئی
امریکہ سے کالا کوا لے کر گوری یہ "چیل" آئی

◆◆◆

چاروں اور دریچے روشن ذہن کھلا ہے بند نہیں
جس کے داڑھی ہو وہ مسلماں امریکہ کو پسند نہیں

◆◆◆

اس پہ ہے قربان دنیا اور دین
جو نہیں دیتا ہمیں ایف سکسٹین

◆◆◆

کہہ مکرنی

ہم سمجھتے تھے وہ ہم پر مہرباں ہونے کو ہیں
اس زمیں پر دودھ کے چشمے رواں ہونے کو ہیں

کر رہے تھے ہم مرمت دوستی کی پوستین
اس نے بھی ہم کو دکھائے دور سے الیف سکسٹین

صدر امریکہ نے کر دی کھول کر امداد بند
تھا ابھی ہونٹوں پہ اپنے ابتدائی نیم خند

دفعتاً اس نے ''سپر فرعونیت'' کے زعم میں
ہاتھ لمبے کر کے پچھلی ٹانگ سے ماری زقند

ہم پہ جو گزری سو گزری یا الٰہی خیر ہو
اس کی زد میں ہے وہ شنبۂ کاشغر اور تاشقند

◆◆◆

عراق کی جنگ

یہ نظر آیا عراقی جنگ کے گھمسان میں
تیل ہے جلتی ہوئی تیلی ہے آتشدان میں

مجلس اقوام کا کردار اس بحران میں
امن قائم کر دیا بصرے کے قبرستان میں

''آمیر بغداد'' اس افتاد کا بانی سہی
مغربی اقوام بھی شامل ہیں اس بحران میں

''بندوبست نو'' میں جلتے تیل کے شعلوں کے بیچ
''سرزمین مرسلاں'' بٹ جائے گی تاوان میں

◆◆◆

یک بام و دو ہوا

چوک و چوپال و چمن میں وعظ بھی
جنس کے ہر انگ پر "ری سرچ" بھی
دین سے مادر پدر آزاد بھی
"چرچ" پہ ہے بے تحاشا خرچ بھی

◆◆◆

کرسی

نفس نفس رکھ اس سے مس
کرسی بس باقی ہے ہوس

◆◆◆

ننگا شہر

ان لوگوں کی پیدائش کا
جو تخم ہے تخم ملنگا ہے

بے ستری ان کی چھتری ہے
جو ننگا ہے وہ ''چنگا'' ہے

اب پردہ کس سے کون کرے
جب سارا شہر ہی ننگا ہے

◆◆◆

ڈنمارک

ڈنمارک ایک پارک سارا
مٹی ہے مگر غبار نہیں
آدمی سائیکل سوار سبھی
آدمی پر کوئی سوار نہیں
کیا خوب طرز حکمرانی
شہر ہے شہر یار نہیں
پا پیادہ بھی شاہ زادہ
کار ہی کچھ بکار نہیں
پورا کیا خدا کا منشا
انسان بے وقار نہیں

◆◆◆

ایک پرانا زخم

اونچی اونچی چالیاں، چالیں سب استحصالیاں
کالیاں اندر سے گوری یہ خوش حالیاں
یہ معاشی کینسر ''سائنسی بداعمالیاں''
خون کی نہریں یہ سڑکیں ''چار بازو والیاں''
یاد وہ اپنی غلامی کا زمانہ آ گیا
کچھ پرانے زخم رس آئے دل محزون کے
اپنی دو صدیوں کے ساکت وقت میں چلتے رہے
کارخانے مانچسٹر کے ہمارے خون سے

◆◆◆

وفاداری

آج کی اس بے وفا دنیا میں کر سکتا تھا کون
ہم سا اندھا دھند پیمان وفا امریکہ سے
دوسری قومیں تو منگوائیں مشینیں موٹریں
ہم نے منگوایا ہے قومی رہنما امریکہ سے

◆◆◆

اپنا اپنا زہر

ہم کو سفیدی انکو سیاہی پسند ہے
دونوں کو اپنی اپنی تباہی پسند ہے

◆◆◆

ملاوٹ آب میں، ناخوردنی غذا میں نہیں
یہ اس لیے ہے کہ ڈنمارک ایشیا میں نہیں

◆◆◆

سؤروں کا موازنہ

دیکھے مغرب میں کیا عجیب سؤر
قامت فیل کے قریب سؤر
ہر خرابی میں "خر" خرادے سے
بے سوادے سے بدنہادے سے
اپنے ارذیل ترین قبیلے کے
کچھ حرامی امیرزادے سے
صاف شفاف جگمگائے ہوئے
دن میں دو مرتبہ نہائے ہوئے
جن کو ترسیں مرے وطن کے لوگ
وہ مقوی غذائیں کھائے ہوئے
"مال ٹال" اپنے خبث باطن کا
کچھ چھپائے تو کچھ دکھائے ہوئے
دیکھے مغرب میں کیا عجیب سؤر
قامت فیل کے قریب سؤر

ایک ہی مت جست کے اندر
پھاند جائیں کئی جریب سؤر
ختم ان پر "کمال خنزیری"

آپ ہی اپنے یہ رقیب سکور

کیا کریں گے مقابلہ ان کا

اپنے لاغر بدن غریب سکور

◆◆◆

یک طرفہ دوستی

اس گلی میں کیا ستارے تھے جو دفنائے گئے
ہم جہاں کھوئے گئے اب تک وہیں پائے گئے
دوستی کے پل کی یک طرفہ حفاظت کے لیے
بارہا کھائے ہوئے دھوکے بھی ہم کھائے گئے

◆◆◆

ہور کی آمد

بین الاقوامی لٹیرے عالمی چور آ گئے
گھر ہمارے مشرق و مغرب کے شہ زور آ گئے
خیر سے یہ تیری آمد ہے ''جنرل ہور'' کی
پہلے امریکن بھلا کم تھے جو یہ ''ہور'' آ گئے

◆◆◆

راوی اور نیل

خوبیاں اتنی نظر آئیں گی اسرائیل میں
ایک دن مل جائے گا راوی کا پانی نیل میں

◆◆◆

کلا انکل

اس کو انکل آتی ہے وہ ایسی کلا مروڑے گا
پاکستان کو بھی امریکہ مصر بنا کر چھوڑے گا

◆◆◆

انکل سے رشتہ

ہم سے یہ امید دیرینہ تھی "انکل سام" کی
ہم کریں گے معتدل آب و ہوا اسلام کی

◆◆◆

نیا معاہدہ

اب اپنا گلا بند، فغاں بند، فلو بند
امریکہ سے لے آئے ہیں اک اور گلو بند

◆◆◆

امریکی پلان

کامیاب، کامگار و کامران
مشرق وسطیٰ میں امریکی پلان
زخم تو کیا مندمل ہو گا مگر
جڑ گئے لو اسرائیل و جورڈان

◆◆◆

ایک آنجہانی کی وصیت

مہر کجلائے تو تابندہ ہے کون
مر گیا جب میں ہی تو زندہ ہے کون

◆◆◆

غیرت

مانگے ہوئے چراغ نے غیرت تباہ کی
اس نے تو رات اور زیادہ سیاہ کی

◆◆◆

قبروں کا بیمہ

پڑھ رہا ہوں ایک بیمہ کمپنی کا اشتہار
قبر دیتی ہے جو زندہ مرنے والوں کو ادھار

مرنا برحق ہے مگر ہو سنگ مرمر کا مزار
مہنگا روئے ایک بار اور سستا روئے بار بار

منفرد مانی گئی یہ کمپنی اس کام میں
ہم نے دفنائے ہیں مردے کویت اور ویت نام میں

اس مہارت سے لحد بندی وہ معماری کریں
حشر تک مردے پہ اک رومانیت طاری کریں

زندہ مردہ گاہکوں کی دیکھ لیں فہرست آپ
قبر سے باہر دھرے ہیں کتنے جرنیلوں کے ناپ

کچھ ذرا مہنگی تو ہو گی خرچ کی میزان میں
قبر مل جائے گی کتوں کے بھی قبرستان میں

قبر کے اندر کبھی منکر نکیر آتے نہیں
اذان جب تک صدر امریکہ سے وہ پاتے نہیں

زندگی کے بعد تو کم تلخیِ ایام ہو
قبر کچھ گھر تو نہیں کہ شخص بے آرام ہو

آخری چہرے کا الھڑ بانکپن میلا نہ ہو
مردہ مٹی کا سہی لیکن کفن میلا نہ ہو

قبر کا آسان قسطوں پر نہیں ملنا محال
اس کی خاطر لازماً جینا پڑے گا تیس سال

نارمل حالات میں کیا فکر فردا کیجیے
ہاں اگر مرنے کی جلدی ہو ضمانت دیجیے

ساتھ مشروبات و ماکولات بھی رکھ دیں گے ہم
ہاتھ پر مردے کے کچھ سوغات بھی رکھ دیں گے ہم

دل سے ہے مطلوب قدر افزائی عورت ذات کی
قبر گل اندام بنواتے ہیں مستورات کی

زندگی میں کوئی معمولی رفیقن ریشماں
قبر کے اندر اترنے پر لگے نورجہاں

ماتمی لائیں گے کفنائیں گے دفنائیں گے ہم
قبر کے اندر بھی پورا بینڈ بجوائیں گے

حشر نشر آسان ہو گا عالم لاہوت میں
جس کو دفنائیں گے ہم شہتوت کے تابوت میں

خاک ہوں گی چٹریاں کیا کالیاں کیا گوریاں
اس لیے رکھتے ہیں تابوتوں میں دو دو موریاں
موریاں اور موریوں کے ساتھ خالی بوریاں

◆◆◆

سلامتی کونسل

بالا قد و قامت میں اک سرو شہامت ہے
مٹی کے گھروندوں میں تو عرش اقامت ہے

شاطر تیری حکمت ہے، چھل بل میں قیامت ہے
قوموں کی امامت کیا قوموں کی ''حجامت'' ہے

مٹھی میں تو دیکھ اپنی اقوام کی پر کترن
اقوام کے مرگھٹ میں بس تو ہی سلامت ہے

◆◆◆